SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday February 15, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾
مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ
حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ
الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

(النحل ۹۵ تا ۱۰۰)

ترجمہ : اور خدا سے جو تم نے عہد کیا ہے (اس کو مت بیچو اور) اس کے
بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو۔ (کیونکہ ایفائے عہد کا) جو (صلہ) خدا کے ہاں

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday February 15, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾
مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ
حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ
الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾

(النحل ٩٥ تا ١٠٠)

ترجمہ : اور خدا سے جو تم نے عہد کیا ہے (اس کو مت بیچو اور) اس کے
بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لو۔ (کیونکہ ایفائے عہد کا) جو (صلہ) خدا کے ہاں

مقرر ہے وہ اگر سمجھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ (۹۵) جو کچھ تمہارے پاس
ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے (کہ کبھی ختم
نہیں ہوگا) اور جن لوگوں نے صبر کیا ہم اُن کو اُن کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ
دیں گے (۹۶) جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو
گا تو ہم اسکو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور
(آخرت میں) اُن کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے (۹۷) اور جب تم قرآن
پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو (۹۸) کہ جو مومن ہیں اور اپنے
پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں اُن پر اُس کا کچھ زور نہیں چلتا (۹۹) اُس کا
زور انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو رفیق بناتے ہیں اور اس کے (وسوسے
کے) سبب (خدا کے ساتھ) شریک مقرر کرتے ہیں (۱۰۰)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم، سوالات

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب محمد محسن صدیقی صاحب: سوال نمبر ۱۲۱ جناب۔

SALE OF SPURIOUS DRUGS

121. *Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Will the Minister Health, Special Education and Social Welfare be pleased to st the steps taken by the Government to check and eradicate manu ture and sale of spurious and substandard drugs in the country?

Syed Amir Haider Kazmi: The following steps are taken the Government to check manufacture and sale of spurious substandard drugs in the country:—

(i) The Federal Health Minister giving top priority to subject, has *vide* his letter of December 20, 1 written to all the Provincial Health Ministers requ ing them to issue directions to their Drug Inspec to ensure compliance with all the provisions of Drugs Act and Rules in letter and spirit so that

public get quality drugs and medicines at prices fixed by the Government.

(ii) The Health Division *vide* its letter dated 23rd January, 1989 addressed to all the Secretaries, Provincial Health Departments requested that immediate action be taken to ensure that no spurious drugs or drugs not permitted to be sold are sold by the retailers.

(iii) Licences to manufacture drugs are granted by the Central Licensing Board after the firm has fulfilled the requirements laid down under the Drug Rules. Before the grant of licence to manufacture drugs, the Central Licensing Board always obtains confirmation of facilities through inspection conducted by a panel of experts comprising members of the Central Licensing Board, including Provincial director health services, Federal and Provincial Inspectors.

(iv) Quality of drugs manufactured by the licensees is regularly monitored through the Federal and Provincial Drugs Inspectors who draw samples from the manufacturers and from the sale outlets for testing in the drug testing laboratories.

(v) Monitoring the sale of drugs from Chemist shops is the responsibility of the Provincial Governments. To prevent the sale of substandard and spurious drugs by the chemists the following steps are adopted by the Provincial Governments:—

(a) Only licenced chemists are permitted to sell drugs. This licence is granted by the Provincial Governments to only those chemists who are staffed by qualified persons.

(b) Random samples are picked up by the drug inspectors and tested for quality at the drug testing laboratories. If any sample is found to be substandard, legal action is taken against the defaulters through drug courts in the provinces.

[Syed Amir Haider Kazmi]

(c) A warranty from the manufacturer and or supplier is mandatory for all drugs stocked or sold by a chemist. This is to eliminate the possibility of spurious trade of drugs.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Supplementary Sir. Would the honourable Minister inform us as to what steps they have taken since they have come in power to stop these spurious drugs more particularly in the light of the incident that has happened in the Cardiovascular Hospital in Karachi where six persons have died because of expired pennicilin injections being administered to them for which I have also moved an adjournment motion.

سید امیر حیدر کاظمی: جناب چیئرمین صاحب فاضل ممبر نے جو سوال پوچھا ہے، اس سوال کا تعلق تحریک التوا سے ہے، جب تحریک التوا آئے گی اس کا میں جواب دوں گا۔ لیکن چونکہ اس کا تذکرہ انہوں نے کیا ہے اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اخباری اطلاع بالکل غلط ہے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: To the first part of the question he has not replied. I had asked what steps the present government has taken against the spurious and expired drugs since they have come in power?

سید امیر حیدر کاظمی: میں نے جو جواب دیا ہے یہی اس کا جواب ہے کہ ہم نے مراسلہ لکھا ہے کیونکہ spurious drugs کے خلاف اقدام کرنے کے سلسلے میں ذمہ داری جو ہوتی ہے وہ صوبائی حکومتوں کی ہوتی ہے، ہر صوبائی حکومت میں ڈرگ انسپکٹر اس حکومت کے تحت کام کرتا ہے جواب میں، میں نے تفصیل دی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صدیقی صاحب انہوں نے تفاصیل دی ہوئی ہیں آپ نے پڑھ لی ہوں گی۔ کاظمی صاحب وہی دہرا رہے ہیں۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Would he consider the desirability of having a legislation by which people involved in

such heinous offence of having spurious drugs or administering and selling expired injections or drugs are taken to task?

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں محسن صدیقی صاحب انہوں نے سوال کے جواب میں ذمہ داری ساری صوبائی حکومتوں پر ڈال دی ہے۔ آپ (صدیقی صاحب) جو تجویز فرما رہے ہیں، میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کاظمی صاحب اس بارے میں کیا کہیں گے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Health policy is of the Central Government because they have to have a unified policy and a unified law and they can make law for the centrally administered areas and advise the provinces to simultaneously take up those legislative measures within the provinces.

سید امیر حیدر کاظمی: میں نے عرض کیا کہ چاروں صوبوں کے اندر ڈرگ انسپکٹرز موجود ہیں۔ اس کے علاوہ وفاقی حکومت کی طرف سے ۵ ڈرگ انسپکٹر بھی موجود ہوتے ہیں اور یہ ادویات تیار کرنے والی کمپنیوں کے معائنے ہوتے رہتے ہیں اور defaulters کے خلاف ماضی میں بھی ان کے خلاف ایکشن لیا جاتا رہا ہے اور اب بھی جیسے ہی یہ بات ہمارے علم میں آئے گی۔ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ لیکن ہمارا کام یہ ہے کہ ہم صوبائی حکومت کو inform کریں ہدایت دیں کہ وہ ایسے اقدامات کریں اور ان کو یقینی بنائیں کہ کسی کیمسٹ کی پر کوئی spurious ادویات تو فروخت نہیں ہو رہی ہیں ہم یہ دیکھیں کہ فارماسیوٹیکل کمپنیز کے اندر ایسی دوائیں تو تیار نہیں ہو رہیں، جب ہمارے پاس ایسی کوئی رپورٹ آتی ہے تو اس کے خلاف کارروائی صوبائی حکومت ہی کرتی ہے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, my question was whether you are proposing any legislation to check the alarming stage of these spurious drugs.

Mr. Deputy Chairman: Further legislation you mean?

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Yes, Sir, to have capital punishment for the culprits and the delinquents.

جناب ڈپٹی چیئرمین : شاید محسن صدیقی صاحب کا خیال ہے کہ اس وقت جو قوانین موجود ہیں وہ ناکافی ہیں۔

سید امیر حیدر کاظمی : جی ہاں زیادہ سے زیادہ دس سال کی سزا ہے اور کم سے کم تین سال کی سزا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں جو ادویات تیار ہو رہی ہیں اس میں بہت سی ادویات ایسی ہوتی ہیں جن پر کوئی پتہ درج نہیں ہوتا اور جو صوبائی انتظامیہ ہوتی ہے وہ مدد نہیں کرتی ہے۔ ان لوگوں کو پکڑتے ہیں، ہمارے علم میں آتا ہے، کہ ایسی ادویات فروخت ہو رہی ہیں لیکن ان پر کمپنی کا کوئی ایڈریس نہیں ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ قانون میں ان کو کافی گنجائش حاصل ہے اس قسم کے لوگوں کو جو جعلی ادویات تیار کر رہے ہیں اور مزید سخت قوانین بنانے کی ضرورت ہے اور حکومت ان چیزوں کو کنٹرول کرنے کے لئے انتہائی موثر اور سخت قوانین بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب محمد اسحاق بلوچ : ضمنی سوال اب تک کتنے لوگوں کو سزا دی گئی ہے۔

سید امیر حیدر کاظمی : اب تک ۸۶ کو سزا دی گئی ہے۔

جناب محمد اسحاق بلوچ : کون کون سے صوبے ہیں۔

سید امیر حیدر کاظمی : یہ ڈی خان جی خان کے ہیں آپ کہیں تو میں پورے پتے بھی آپ کو بتا دیتا ہوں۔

جناب محمد اسحاق بلوچ : نہیں یہ بتائیں کہ کتنے ہیں اور کون کون سے صوبے سے ہیں۔

سید امیر حیدر کاظمی : لیہ سے ہیں جھنگ سے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کاظمی صاحب مہربانی کر کے یہ بعد میں بلوچ صاحب کو چیمبر میں دے دیں۔ بلوچ صاحب ان کو ابھی چاروں صوبوں کا break-up بتانے کے لئے ٹائم لگے گا۔

اگلا سوال احمد میاں سومرو صاحب نمبر ۱۲۲۔

PURCHASE OF ULTRA SOUND EQUIPMENT BY F.G.S.H. ISLAMABAD

122. *Mr. Ahmedmian Soomro: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) the date of purchase and cost paid for the ultra sound equipment presently lying in the Federal Government Services Hospital Islamabad;

(b) the total expenditure incurred so far on the mainenance of this equipment and the period during which this equipment remained out of order and its present condition; and

(c) whether the Government has any plan to purchase another similar equipment for the said Hospital?

Syed Amir Haider Kazmi: (a) One Ultrasound Unit (Multison-400) was purchased on 8th December, 1981 at the cost of Rs. 3,88,945.

(b) Rs. 4,080 have been paid so far for repair of Multison-400. This Machine became out of order on 18th January, 1987. At present the machine has been sent to M/s. Siemens, Pakistan Engineering Co. for replacement of its Applicator which will cost Rs. 1,33,000.

(c) One additional Ultrasound Machine has been purchased. It will be installed within this month in the Federal Government Services Hospital, Islamabad.

جناب ڈپٹی چیئرمین : ضمنی سوال۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب یہ مشین گزشتہ دو سال سے خراب پڑی ہوئی

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

سہے۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ ۱۸ جنوری ۸۷ء کو خراب ہو گئی تھی اور دو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود یہ مشین کمپنی کے پاس ٹھیک ہونے کے لئے پڑی ہوئی ہے۔ کیا یہ غیر معمولی تاخیر نہیں ہے۔

سید امیر حیدر کاظمی: اس کا applicator خراب ہو گیا تھا اور اس کی replacement کے لئے ہم نے کہا تھا لیکن وہ M/s Siemens, Pakistan Engineering Co. نہیں ہو سکا۔ اس لئے ہم نے ان کے ایک لاکھ ۲۳ ہزار روپے جو بقایا جات تھے وہ روکے ہوئے ہیں۔

جناب عالم علی لالیکا: جناب چیئرمین! میں وزیر صحت و سماجی بہبود سے پوچھنا چاہوں گا۔ کہ جو مشین ۸ دسمبر ۸۱ء کو آئی اور ۱۸ جنوری ۸۷ء کو چھ سال کے قلیل عرصے میں خراب ہو گئی۔ اس کی خرابی کے سلسلے میں وزارت صحت نے کوئی انکوائری کرانا چاہی ہے۔ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ ہسپتال کے عملے کی وجہ سے خراب ہوئی یا اس کے غلط استعمال کی وجہ سے یا میسرز سیمنز کے غلط میٹریل دینے کی وجہ سے خراب ہوئی۔ اس سلسلے میں انکوائری کرائی جا رہی ہے یا کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور غلط کاروں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ قبل اس کے کہ دوسری مشین آئے اور زر کثیر خرچ ہو پہلی مشین کی خرابی کے سلسلے میں کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

سید امیر حیدر کاظمی: میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں یہی نہیں بلکہ اس مشین کے خراب ہونے کے بعد ۱۰/۱۲/۸۸ کو اسی کمپنی سے ۱۵ لاکھ روپے کی دوسری مشین خریدنے کا آرڈر دیا گیا اور میں نے اس پوری فائل کو دیکھنے کے بعد انکوائری کا حکم دیا ہے۔ کہ ایک ایسی کمپنی جو پہلے ہی ہمیں ایک خراب مشین دے چکی ہے، جس پر اتنی لاگت آئی ہے اسے دوسرا آرڈر کیوں دیا گیا۔

جناب عبدالمجید قاضی: جو مشین خراب ہوئی ہے اس کی مرمت کے لئے کیا انتظام کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ہاں وہ under repair ہے جی محسن صدیقی صاحب۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Question No. 123. In this behalf the honourable Ministers have been requesting for time and today having such a big list with their profits I would like to have little time to check up as to where the deficiencies are?

Mr. Deputy Chairman: Then, I will suggest that you and the Minister kindly settle this matter in his chamber.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Not in chamber. It may be taken on the other day, of course, I will discuss it with the Minister.

Mr. Deputy Chairman: No, it cannot be Mohsin Sahib. Either you put him supplementaries now or you settle it in the Minister's chamber or you give them fresh notice if some question arises out of this question.

FACTORIES UNDER MINISTRY OF PRODUCTION

123. *Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Will the Minister for Production be pleased to state:

(a) the number of factories managed or controlled by the Production Ministry, with their names and subisidaries thereunder; and

(b) the annual profit earned or loss incurred by each unit in the year 1987-88 separately in each case?

Raja Shahid Zafar: (a) The required information is shown in Annexure I.

(b) The required information is shown in Annexure I.

Annexure-I

UNITS UNDER MINISTRY OF PRODUCTION

PRETAX PROFIT/(LOSS) FOR 1987-88

(Rs. in million)

	Name of Units	Amount
FEDERAL CHEMICAL AND CERAMICS CORPORATION		
1.	Antibiotics (Pvt.) Ltd.	(5.64)
2.	Ittehad Chemicals	30.46
3.	Ittehad Pesticides	(2.41)
4.	Kurram Chemicals	(2.74)
5.	National Fibres	142.16
6.	Nowshera Chemicals	(2.01)
7.	Nowshera PVC	(7.05)
8.	Pak Dyes	0.99
9.	Pakistan PVC	16.15
10.	Ravi Engineering	(2.16) (Subsidy of Ravi Rayon)
11.	Ravi Rayon	9.73
12.	Sind Alkalis	5.24
13.	Swat Ceramics	(21.48)
14.	Swat Elutriation	2.29
	Sub-Total	163.53
NATIONAL FERTILIZER CORPORATION		
15.	Lyallpur Chemical and Fertilizer	3.73
16.	National Fertilizer & Marketing	0.00
17.	Pak American Fertilizer	(56.86)
18.	Pak Arab Fertilizer	85.06
19.	Pak China Fertilizer	(33.32)
20.	Pak Saudi Fertilizer	467.91
	Sub-Total	466.52

PAKISTAN AUTOMOBILE CORPORATION

21.	Baluchistan Wheels	26.63
22.	Bela Engineers	(9.34)
23.	Bolan Castings	(5.23)
24.	Domestic Appliances	(11.13)
25.	Mack Trucks	(1.64)
26.	Millat Tractors	66.46
27.	National Motors	(68.56)
28.	Nayadaur Motors	(16.38)
29.	Pakistan Motors Company	11.02
30.	Pak Suzuki Motors Company	247.53
31.	Republic Motors Ltd.	7.95
32.	Sid Engineering	2.47
33.	Trailors Development	23.19
	Sub-Total	272.97

PAKISTAN INDUSTRIAL DEVELOPMENT CORPORATION

34.	Cotton Ginning Factory	(0.93)
35.	Dir Forest Industries	(70.83)
36.	Harnai Woollen Mills	(17.27)
37.	Indus Steel Pipes	(5.71)
38.	Larkana Sugar Mills	(24.80)
39.	Quaidabad Woollen Mills	0.59
40.	Shahdadkot Textile Mills	(101.34)
	Sub-Total	(220.29)

STATE CEMENT CORPORATION

41.	Associated Cement	85.44
42.	Dandot Cement	24.92
43.	D.G. Khan Cement	220.51
44.	General Refractories	(3.10)
45.	Gharibwal Cement	188.98
46.	Javedan Cement	80.25
47.	Kohat Cement	37.53
48.	Maple Leaf Cement	101.09
49	Mustehkam Cement	179.33
50.	National Cement	(9.44)
51.	Pak Cement	0.06
52.	Thatta Cement	(24.63)
53.	White Cement	18.73
54.	Zeal Pak Cement	156.64
	Sub-Total	1056.31

STATE ENGINEERING CORPORATION		
55.	Heavy Foundry and Forge	(222.88)
56.	Heavy Mechanical Complex	(134.77)
57.	Karachi Pipe Mills	4.81
58.	Metropolitan Steel	44.68
59.	Pakistan Machine Tool Factory	(7.67)
60.	PECO	22.69
61.	Pakistan Switchgear	(3.90)
62.	Pioneer Steel	(8.83)
63.	Quality Steel	13.85
64.	Spinning Machinery Co.	(26.77)
65.	Textile Winding Machinery	3.01
	Sub-Total	(315.78)
STATE PETROLEUM REFINING AND PETROCHEMICAL CORPORATION		
66.	ENAR	1.63
67.	National Petrocarbon	5.81
68.	National Refinery	120.00
	Sub-Total	127.44
	Grand Total	1550.70
PAKISTAN STEEL		
60.	Pak Steel	(349.89)
70.	Special Steel of Pak Ltd.	(10.89)
71.	Pak Steel Fabricating Co. (Pvt) Ltd.	(91.00) (Subsidiary of Pak Steel)
		(451.78)
72.	Pak Iran Textile Mills	(247.00)

Mr. Deputy Chairman: Mr. Mohsin Siddiqui, please put your supplementary question.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: At page 4 unit No. 16 the honourable Minister has shown 0.00 as the profit of National Fertilizer and Marketing. Would he inform us as to what are the reasons for these three zeroes?

Raj Shahid Zafar: Mr. Chairman, National Fertilizer and Marketing plant is going to be inaugurated by the Prime Minister of Pakistan on 20th of this month.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: It has not come in production?

Raja Shahid Zafar: No.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Now, another thing that is worth nothing, Quaidabad Woolen Mills, the earning is 0.59. What is the causes of such a low profit while Quaidabad's carpets are very popular in the country and outside:

راجہ شاہد ظفر : جناب چیئرمین ایہ پرافٹ ہے یہاں تو سوال کیا گیا تھا کہ کتنا پرافٹ ہے اور کتنا نقصان ہے اگر particularly کوئی چیز پوچھنا چاہتے ہیں، اگر کوئی چیز sale ہو رہی ہے اور پرافٹ میں جا رہی ہے۔ . . . .

Mr. Deputy Chairman: 0.59 is profit.

Raja Shahid Zafar: Yes, Sir 0.59 is profit.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: No, no. My question is, why the profit is so low? While Quaidabad is a very very successful and its carpets are good. I want to know the reasons of such a low profit.

راجہ شاہد ظفر : جناب چیئرمین صاحب اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جتنے پبلک سیکٹر میں یونٹ تھے اس میں پچھلی مارشل لاء گورنمنٹ نے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو اتنی نوکریاں دی تھیں اور ان کے اخراجات اتنے تھے کہ وہ ہم meet نہیں کر سکتے جب ہماری گورنمنٹ آئی تو ہم ایسے حالات پیدا کر رہے ہیں کہ یہ پرافٹ بڑھا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: I think let us be specific

آپ کو پرافٹ اور نقصان کی وجہ معلوم نہیں ہے،

Raja Shahid Zafar: Sir, this is the reason. This is the main reason.

I am looking after the Ministry.

Mr. Deputy Chairman: Over employment?

Raja Shahid Zafar: Over employment by the last Government.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: Decorum in the House please. One man at a time.

Dr. Bisharat Elahi: Sir, the honourable Minister has said that the last Martial Law regime had put in too many people in these Mills which are running in a loss. I will request him to give us a comparative statement to prove his point.

Raja Shahid Zafar: Mr. Chairman Sir, if I am given fresh notice I will provide him all the lists of employees who were previously in these units and who have been employed during the Martial Law period.

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman Sir, I have responded to what the gentleman has alleged and this should be regarded as a fresh notice. I do not need to give him a fresh notice.

Mr. Deputy Chairman: I think Dr. Bisharat Elahi Sahib, he might not be having the details with him. So, if a fresh notice is given it will not harmfull rather he will provide you more information.

Mr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman Sir, he made a categorical statement on the floor of the House. He must have done it on the basis of some information which he has.

Mr. Deputy Chairman: That is right but we can prove it otherwise if you give him a fresh notice.

Mr. Bisharat Elahi: What is the need of a fresh notice? My question has come out of his statement.

Mr. Deputy Chairman: But he does not have the list I think at the moment. Dr. Noor Jehan Panezai on a point of order.

ڈاکٹر نور جہان پانیزئی: پوائنٹ آف آرڈر یہ بھی تو اللہ کا فضل ہے پچھلی حکومت نے services اور Jobs تو دلوائیں ان سے تو اللہ کے فضل سے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

Mr. Deputy Chairman: This is no point of order.

Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: میرا سوال دراصل یہ تھا جیسے کہ وزیر محترم نے کہا ہے کہ وہ facts اس معاملے میں دے دیں گے تو ایسا کریں کہ ایک چارٹ بنائیں جب یہ ۱۹۷۰ء میں نیشنلائز ہوئی ہیں اس میں جو پولیٹیکل appointments ہوئے ہیں اور جس کی وجہ سے losses ۱۹۷۷ء تک پہنچے ہیں اور دوسرا سٹیٹمنٹ ۱۹۷۷ء ۱۹۸۵ء تک دونوں تیار کر کے پیش کریں تاکہ facts پر بات ہو۔

Mr. Deputy Chairman: Raja Shahid Zafar Sahib, you have made the issue more complicated.

Raja Shahid Zafar: I will provide them all facts and figures.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

Mr. Abdul Majid Kazi: Supplementary, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Yes Mr. Abdul Majid Kazi, this will be the last supplementary.

جناب عبدالمجید قاضی: سر میں یہ پتہ کرنا چاہوں گا کہ ٹھٹھہ سیمنٹ فیکٹری کا loss ۲۴ء۶۳ روپے ملین ہے۔ Rs. 24.63 million

Mr. Deputy Chairman: Which item is it?

Mr. Abdul Majid Kazi: It is No 52.

جناب ڈپٹی چیرمین: اچھا جی۔

جناب عبدالمجید قاضی: اور ذیل پاک سیمنٹ کا نقصان ۱۵۶ر۶۴ ملین روپے ہے

دونوں location بھی وہیں پر ہے۔

What is the difference between the two

جناب ڈپٹی چیرمین: آپ کا مطلب ہے کہ loss میں کیوں جا رہے ہیں۔

جناب عبدالمجید قاضی: ٹھٹھ سیمنٹ کا ۲۴ر۶۳ loss ہے، اور ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری کا ۱۵۶ر۶۴ profit ہے۔ یہ ملین میں ہے، اور ساتھ ساتھ نیشنل موٹرز کا ۶۸ ملین loss ہے، نیا دور موٹرز کا ۱۶ر۳۸ ملین loss ہے۔

جناب ڈپٹی چیرمین: تو آپ پوچھ رہے ہیں کہ یہ loss اور profit کیوں ہو رہے ہیں۔

جناب عبدالمجید قاضی: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنا تضاد کیسے ہے، جب کہ دونوں فیکٹریاں اسی صوبہ میں located ہیں اور اتنے loss کی کیا کوئی خاص وجوہات ہیں۔

راجہ شاہد ظفر: جناب چیرمین! کچھ ہمارے پلانٹ جو ہیں وہ پرانی مشینری کے ہیں۔ اس میں ہم بی ایم آر اور financial restructuring کرکے اس کو improve کر رہے ہیں، جس طرح ہم ACC plant کر رہے ہیں، ٹھٹھ پلانٹ کی بھی یہی پوزیشن ہے، اس میں بھی ہمیں کچھ technical problems ہیں، جس کو ہم دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور انشاءاللہ ہماری یہ کوشش رہے گی کہ losses جو ہیں وہ کم سے کم ہو جائیں۔

جہاں تک automobile کے متعلق پوچھا ہے۔

Could you kindly give me the number?

جناب عبدالمجید قاضی: ’’۵۲، ۵۲‘‘

جناب شاہد ظفر : نیشنل موٹرز میں بیڈ فورڈ ٹرک manufacture ہوا کرتا تھا۔ لیکن جب این ایل سی نے بڑے ٹرک اور ٹریلرز منگوائے۔ تو چھوٹے ٹرک جن کی کیپیسٹی ۸ ٹن ہے وہ out of market ہو گئے۔ ان کی production میں کمی آنے کی وجہ سے یہ losses incur ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ۔ محسن صاحب آخری ضمنی سوال۔

سید عباس شاہ : جناب والا ! میرے علاقہ سے متعلقہ ایک ضمنی سوال ہے میں بھی راجہ صاحب سے آخری سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: We have put more than ten supplementaries.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Would the honourablble Minister inform us about the causes of such huge losses in the State Engineering Corporation and Pakistan Steel Mills and what are the remedial measures that have been proposed and taken?

راجہ شاہد ظفر : جناب والا ! جہاں بھی نئی سٹیل مل لگی ہے initially وہاں losses ہوتے ہیں۔ یہ آپ انٹرنیشنل سطح پر دیکھ لیں لیکن پچھلے سال جو سال loss ہوا تھا وہ کم تھا، اور اب اس دفعہ break through ہوگا اور ہم کوشش کرینگے کہ ہم no loss, no profit تک پہنچ جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ !

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: There is no engineering What about engineering? It is only for a steel.

Raja Shahid Zafar: What is its number in the list?

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: It is 55 to 65.

راجہ شاہد ظفر : اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں

[Raja Shahid Zafar]

Yesterday I visited Heavy Mechanical Complex and Heavy Forge and Foundry

وہاں اسں کی restructuring کی کچھ ضرورت ہے، یہ جو measures کیے گئے ہیں، اس میں بہت ساری انڈسٹریز لگی ہوئی ہیں، یہ آج سے بیس سال پہلے کی ٹیکنالوجی ہے۔ اگر یورپین ٹیکنالوجی کو دیکھا جائے تو یہ آج سے کم ازکم پچاس سال پرانی بنتی ہے اس کو ہم restructuring کر رہے ہیں اسں کے بعد انشاءاللہ

we will be able to recover these losses

جناب ڈپٹی چیرمین: آخری سوال سید عباس شاہ صاحب، ویسے اس کے متعلق میں suggest کروں گا کہ specific industry کے متعلق اگر specific question ہو، تو پھر وزیر صاحب بھی اس پوزیشن میں ہونگے کہ وہ صحیح information دے سکیں اور subject کو cover کر سکیں گے، اتنی لمبی لسٹ کو cover کرنا اور صحیح تسلی بخش جواب آنا ناممکن ہے، جی سید عباس شاہ صاحب۔

Syed Abbas Shah: Sir, through you I draw the attention of the Minister to Item 35 which is 'Dir Forest Industries' located in a very backward area and it is closed and the losses are colossal but I will request him through you that how and what measures are being taken to restart it because the labour is in a quite difficult position.

جناب ڈپٹی چیرمین: راجہ شاہد ظفر صاحب۔

راجہ شاہد ظفر: یہ دیر فارسٹ انڈسٹریز کو disinvestment لسٹ پر لایا گیا تھا لیکن ہماری گورنمنٹ نے ایک Committee بنا دی ہے جو اس کے بارے میں فیصلہ کرے گی کہ اس کے بارے میں کیا کرنا چاہیئے، اس سلسلے میں ہم نے فرنٹیئر گورنمنٹ سے بھی بات کی ہے کہ ہماری حکومت یہ چاہتی ہے کہ یہ یونٹ چلے تاکہ وہاں کے ورکرز بے روزگار نہ ہوں، اس ضمن میں دو کمیٹیاں اس وقت کام کر رہی ہیں، اور جو فیصلہ وہ کریں گی وہ سامنے رکھا جائے گا۔ اور financial restructuring کے بعد اس میں improvement کر کے جو بھی بہتر صورت ہوگی وہ کریں گے لیکن ہماری کوشش ہے

کہ یہ بند نہ ہو، چاہے اس کو فیڈرل گورنمنٹ چلائے یا چاہے جب یہ تیار ہو جائے تو فرنٹیئر گورنمنٹ لے لے، ہم ان سے negotiate کر رہے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

سید عباس شاہ : Sir, request ہے کہ...

جناب ڈپٹی چیرمین :

Mr. Deputy Chairman: No, further supplementary Sir. I am sorry.

سوال نمبر ۱۲۴ - جناب محمد محسن صدیقی صاحب -

Next question

MECHANIZED FARMING

124. *Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state whether the Government has taken measures to introduce mechanized agriculture in the country and make barren lands as cultivable and prevent the fertile lands from becoming barren?

Rao Sikandar Iqbal: The relevant information is not readily available and is being obtained from the provincial agriculture departments concerned which would be presented to the Senate as soon as received.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: The relevant information is not readily available.

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: On behalf of Minister for Food and Agriculture may I state that this information is being collected. Therefore, it will be presented in the next rota day.

Mr. Deputy Chairman: It is deferred to the next rota day.

جناب محمد محسن صدیقی : ٹھیک ہے

جناب ڈپٹی چیرمین : اگلا سوال نمبر ۱۲۵ میر ہزار خان بجرانی صاحب

JPMC, KARACHI

125. *Mir Hazar Khan Bijarani: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) the total number of clerical and Paramedical staff in grades 1 to 15 employed in the Jinnah Post Graduate Medical Centre, Karachi;

(b) whether it is a fact that only 52 out of them belong to Sindh rural; and if so, its reasons, and

(c) the steps the Government has taken to maintain Sindh rural quota in the JPMC?

Syed Amir Haider Kazmi: (a) 1729.

(b) 63 (not 52) employees belong to Sindh rural. 47 posts reserved for Sindh rural are lying vacant due to non-availability of qualified persons.

(c) Posts are advertised to attract suitable candidates from Sindh rural areas.

Mir Hazar Khan Bijarani: Sir, it has been stated that there are 1729 people employed in JPMC in the clerical and paramedical staff in grades 1 to 15 and out of them only 63 and not 52 belong to rural Sindh. The rural Sindh quota is 11.6 and according to that Sindh rural should get more than 200 posts from these 1729 posts. Why has not this quota been observed?

سید امیر حیدر کاظمی: مجھ سے پہلے موصوف وزیر صحت تھے، بہرحال میں عرض کرتا ہوں کہ ۱۹۷۳ء سے پہلے جے پی ایم سی میں، کوئی کوٹہ observe نہیں کیا جاتا تھا لیکن ۱۹۷۳ سے کوٹہ observe کیا جا رہا ہے۔ اس وقت پورے پاکستان کے مختلف صوبوں، جن میں فاٹا، آزاد جموں و کشمیر بھی شامل ہیں کے لئے کوٹہ مخصوص کیا گیا تھا۔ سندھ اربن کے لئے ۷۵ پوسٹیں تھیں، اور رورل کے لئے ۱۱۳ لیکن سندھ اربن کی جن پوسٹوں پر انتخاب ہوا وہ ۲۴۰ تھیں اور رورل میں ۱۱۳ کی جگہ ۵۰ پر ہوا، یعنی

دوسرے تمام کوٹہ کو سندھ اربن کے تحت . کوٹہ کی ۷۵ پوسٹوں کی بجائے ۱۰۰، ۱۴۳ سیٹیں دے دی گئیں ۔ یہ صحیح ہے کہ سندھ رورل کے لئے جو مخصوص کوٹہ تھا، ۱۱۳، اس پر صرف ۵۰ آدمیوں کا تقرر کیا جا سکا۔ باقی لوگوں کا تقرر نہیں کیا جا سکا۔ بہت سی نشستیں آج بھی خالی ہیں اور یہ کہا گیا ہے کہ ان کے لئے سندھ سے آدمی نہیں ملتے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی ناانصافی کی گئی سندھ دیہی علاقے کے لوگوں کے ساتھ، میں نے جب وہ اشتہارات دیکھے جنہیں اس وقت advertise کیا گیا تھا مثلاً receptionist کی پوسٹ advertise کی گئی تھی اور جس کے لئے میٹرک کی qualification مانگی گئی تھی اور یہ کہا گیا ہے کہ سندھ دیہی سے کوئی شخص receptionist جو میٹرک پاس ہو، دستیاب نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑی زیادتی تھی، سندھ دیہی کے علاقے کے لوگوں کے ساتھ اور موجودہ حکومت انشاء اللہ ان ساری ناانصافیوں کا ازالہ کرے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، بجرانی صاحب۔

Mr. Hazar Khan Bujarani: I am glad that the Minister has realized that lot of injustice has been done to Sindh rural and he will try to make up. Sir, may I ask when were these posts last advertised?

سید امیر حیدر کاظمی : ۹-۴-۸۸ کو۔

جناب شاد محمد خان : سپلیمنٹری سر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ابھی آپ کو موقع دیتا ہوں، پہلے ان کو ختم کر لینے دیں۔

میر ہزار خان بجرانی : اپریل ۸۸ سے لے کر اب تک سندھ میں کوئی ایسا اہل شخص نہیں جس کی کوالی فیکیشن میٹرک یا گریجویشن ہو جو ان پوسٹوں کے لائق ہو، اور جس کو ابھی تک بھرتی نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کا مطلب یہ ہے کہ دوبارہ انہوں نے ایڈورٹائز کیوں نہیں کیا ؟

[Mir Hazar Khan Bijarani]

میر ہزار خان بجارانی : یہ پوسٹیں ایڈورٹائز ہوئی تھیں۔ لیکن ابھی تک وہ پوسٹیں بھری نہیں گئیں اور آج بھی جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ

47 posts reserved for Sindh (Rural) are lying vacant due to non-availability of qualified persons.

بڑے افسوس کی بات ہے جہاں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ بے روزگار بیٹھے ہیں۔ وہاں کوئی Matriculate اور گریجویٹ سندھی نہیں ملتے جن کو ان پوسٹوں پر رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کاظمی صاحب فرما رہے ہیں کہ ابھی تک جو سنتالیس پوسٹیں خالی پڑی تھیں۔

سید امیر حیدر کاظمی : میں نے یہی عرض کیا۔ مجھ سے پہلے میر صاحب وزیر صحت تھے اس وقت بھی یہ ساری پوسٹیں خالی تھیں اور ۹ اپریل ۸۸ء کو یہ اشتہار شائع ہوا تھا۔ اس وقت یہ ساری پوسٹیں بھری جا سکتی تھیں۔ نئی حکومت کے آنے کے بعد ہمارے علم میں یہ بات لائی گئی ہے اور ہماری اس وقت پالیسی یہ ہے کہ ہم نے تمام جگہوں پر نوکریاں پر پابندی لگائی ہے اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ کہاں کہاں پر نوکریاں ہیں اور کہاں کہاں پر لوگوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئی ہیں اور اس کے بعد انشاء اللہ ہم ان ساری آسامیوں کو کوٹے کے حساب سے اور جن لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے ان ناانصافیوں کو ختم کر کے انشاء اللہ کوٹہ کریں گے۔

جناب شاد محمد خان : جناب والا! کیا وزیر صاحب یہ بتلائیں گے کہ صوبہ سرحد کے کوٹہ کے مطابق کتنے ملازمین اس ادارے میں ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : کاظمی صاحب آپ کے پاس صوبہ سرحد سے متعلق معلومات ہیں؟

سید امیر حیدر کاظمی : سوال تو اس کے لئے الگ آنا چاہیئے تھا لیکن ۱۱۳ صوبہ

سرحد کے لئے بھی تھیں، جس میں ۶۹ اسامیوں پر صوبہ سرحد سے تقرریاں کی گئی ہیں۔ اور باقی جگہیں دوسروں نے لے لی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی، اعجاز علی جتوئی صاحب

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب والا یہ disparity جو کی گئی ہے اربن اور رورل ایمپلائمنٹ میں اتنی اوور ایمپلائمنٹ جب کہ اربن سے کی گئی ہے تو کیا ان کے ذہن میں یہ بھی ہے کہ آئندہ جو ۴۷ پوسٹیں انہوں نے announce کی ہیں اور جن کے لئے لوگ نہیں مل رہے ہیں تو کیا بھی سندھ رورل سے بھی اوور ایمپلائمنٹ ہو گی۔

سید امیر حیدر کاظمی: میں نے بتایا کہ ۱۹۷۳ء کے بعد یہ کوٹہ سسٹم اپنایا گیا تھا اس سے پہلے کوٹہ نہیں تھا تو بغیر کوٹہ کے ان لوگوں کو رکھا گیا تھا۔ یہ ممکن نہیں تھا کہ ان لوگوں کو نوکریاں سے نکال دیا جاتا۔ وہ کچھ پنجاب سے تعلق رکھتے تھے۔ کچھ کراچی سے تعلق رکھتے تھے، صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے تھے اور تمام ملک کے دوسرے حصوں سے تعلق رکھتے تھے، لیکن ۷۳ء کے بعد سے کوٹہ سسٹم کو اپنایا جا رہا ہے جہاں سندھ دیہی علاقہ کے لوگوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں وہاں پنجاب کے لئے بھی ۴۹۵ سیٹیں تھیں لیکن ان کو جگہ ملی ۲۸۸، جس طرح فرنٹیئر کی ۱۱۳ سیٹیں تھیں ان کو ملیں ۶۹، لیکن ہوا یہ کہ کراچی میں چونکہ یہ ہسپتال قائم تھا اس لئے پہلے جو ایمپلائمنٹ ہوئی وہ کراچی کے شہریوں کی ایمپلائمنٹ زیادہ ہو گئی اس لئے ان علاقوں کے لوگوں کو وہ چیز نہیں مل سکی۔ لیکن میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت اس بات پر پورا یقین رکھتی ہے اور اس کا عزم کرتی ہے کہ وہ اس کوٹہ کو پوری طرح سے نافذ کرے گی اور خصوصاً سندھ دیہی علاقے کے لوگوں کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اور انہیں نظرانداز کیا گیا ہے، اس کو دور کیا جائے گا، اور انہیں ان اسامیوں پر رکھا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ آخری سپلیمنٹری قاضی عبدالمجید صاحب، جی فرمائیے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب ایک اور سپلیمنٹری ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس طرح تو یہ ختم ہی نہیں ہو گا ۔ اچھا پوچھیے ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : کیونکہ یہ جے پی ایم سی کراچی میں ہی موجود ہے ، تو کیا کراچی سندھ کا ہی پارٹ ہے یا کراچی کوئی الگ شہر ہے سندھ کا ۔ ؟

سید امیر حیدر کاظمی : جناب والا ! یہ سب کو معلوم ہے کہ کراچی سندھ کا کیپیٹل ہے ۔ سندھ کے پارٹ ہونے نہ ہونے کا سوال نہیں ۔ سندھ کا کیپیٹل ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اچھا جی قاضی صاحب ۔

جناب عبدالمجید قاضی : میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جس وقت جس آفیسر نے یہ کہا کہ ہمیں کوالیفائیڈ لوگ نہیں ملتے تو کیا اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے ۔ یا لینے کا کوئی ارادہ ہے ۔ ؟ جس نے اتنی غلط انفرمیشن دی ہے ۔

سید امیر حیدر کاظمی : جناب والا ! اس کی تحقیقات کی ضرورت ہے ۔ اور یہ تحقیقات اس وقت ہونی چاہیئے تھی جب یہ پوسٹیں خالی تھیں اور منسٹر بھی موجود تھے اب ہمارے پاس یہ آئی ہے ہم نے ابھی ایڈورٹائز ہی نہیں کیا ہے جب ہم ایڈورٹائز کریں گے اور ہمیں یہ جواب ملے گا تب ہم ان سے سوال پوچھ سکتے ہیں ۔ ابھی تو ہمیں پچھلی حکومتوں کی جو چیزیں ملی ہیں ان کا میں تذکرہ کر رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آخری سپلیمنٹری جی ۔ ڈاکٹر نور جہاں صاحبہ ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : میں آپ کے توسط سے وزیر صحت سے پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے تین صوبوں کے تو نام لئے ہیں ۔ فرنٹیئر پنجاب اور سندھ ، بلوچستان کو بالکل بلیک آؤٹ کیا ہے ۔ کیا کوٹہ سسٹم میں بلوچستان کی کوئی سیٹ نہیں ہے ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحبہ کوئی پوچھتا تو نام لیتے ۔ پوچھا ہی نہیں کسی نے اب آپ نے پوچھا ہے تو بتا دیں گے ۔

سید امیر حیدر کاظمی : جناب چیئرمین ! میں نے تو اس سوال کے جواب میں بھی کہا تھا

کہ اس کے لئے فریش سوال کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر معزز رکن پوچھنا چاہتی ہیں تو میں بتا دیتا ہوں کہ بلوچستان کے لئے ۳۷ نوکریاں رکھی گئی تھیں جس میں سے انہیں صرف چھ ملی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیرمین: ۳۷ میں سے چھ ملی ہیں ڈاکٹر صاحبہ آپ کو شکریہ۔

اگلا سوال سید افتخار علی بخاری ۱۲۶۔

IMPORT OF PRESTICIDES AND WEEDICIDES

126. *Syed Iftikhar Ali Bokhari: Will the Minister for Food, Agriculture and Co-operatives be pleased to state:

(a) the amount of foreign exchange involved in the import of pesticides/weedicides for the four major crops of cotton, Paddy, Sugar Cane and wheat during the current financial year;

(b) whether there is any import duty on pesticides/weedicides, if so what is its rate in each case;

(c) whether any subisidy is allowed by the Government on pesticides and weedicides;

(d) the mark-up if any, allowed on pesticides and weedicides to the importers by Government of Pakistan; and

(e) whether there is any plan to instal formulation plants for pesticides and weedicides in the country?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: Mr. Chairman, (on behalf of the Minister for Food and Agriculture). Sir, a sum of Rs. 1,870 millions approximately is being spent on the import of pesticides weedicides for the four major crops which have been mentioned. There is no import duty except *Iqra* surcharge and import surcharge which comes to about 12%. Subsidy is not allowed but we have to make sure that the prices don't go up unnecessarily. We have a Federal Pesticides Committee constituted in 1980 to continuously look into the matter. As far as the mark-up is concerned, there is no mark up but the Federal Committee does discuss the prices with them; and in response to whether there is any plan to instal formulation plants, 14 plants are already there.

جناب ڈپٹی چیئرمین : طارق رحیم صاحب آپ نے پورا پڑھنا شروع کر دیا جو کوئسچن میں ہے۔ صرف وہی پڑھ دیں آپ ۔

Rao Sikandar Iqbal: (Read by Khawaja Ahmad Tariq Raheem): (a) Rs. 1,780 millions approximately.

(b) No, except for *Iqra* surcharge and import surcharge, totalling 12 per cent.

(c) No.

(d) The prices of pesticides and weedicides are not determined by the Government.

(e) Yes, 14 Pesticides formulation plants have already been established in the country while 4 new Units have been approved for the formulation of pesticides.

Mr. Deputy Chairman: Supplementary Questions.

Syed Iftikhar Ali Bokhari: As stated by the honourable Minister to my question, part (d) the prices of pesticides and weedicides are not determined by the Government, is it not a fact that a huge mark-up of 80% above the CIF value is allowed by the Government to all the importers of pesticides and weedicides and this mark-up is borne by the poor farmers?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: Mr. Chairman, there is a Federal Pesticides Committee which was constituted in 1980 and which decided that this import of pesticides should be in the private sector. To encourage them in the beginning when they first imported these materials they had to set up their organizations, they had to set up their outlets; they had to go into publicity. A mark-up of 50 to 80% at that stage is allowed to them but this is under continuous review and it it is not something that a continuation of 50 or 80% is always given to them. It is only at that stage where they are able to set up their organizations.

Mr. Deputy Chairman: Mr. Abdul Majid Kazi.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, what is the present mark-up?

I just want to find out when they fix up the price as to how their order is governed?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: If the honourable Member wants to know the mark-up price of each product, I think, a fresh question is to be given, then I will give that a year-wise or company-wise details who are ever importing them. There should be given a separate question by the honourable Member.

Mr. Deputy Chairman: Fresh Notice.

Mr. Abdul Majid Kazi: What is the method of fixing up of the import price?

Mr. Deputy Chairman: This is what the honourable Minister has requested to give him a fresh notice regarding these information and then he would be able to give you the formula.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, when we are talking about the mark-up, naturally the price comes in.

Mr. Deputy Chairman: But this does not arise out of this question.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, it does arise.

Mr. Deputy Chairman: It is the basic foundation and formula you want to know.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, the mark-up is fixed upon the import. When I am asking for the mark-up, it means they should give me the import price also.

Mr. Deputy Chairman: Mr. Kazi, if he does not have the information at the table, then how can he answer it now.

Mr. Abdul Majid Kazi: Then Sir, defer this question.

Mr. Deputy Chairman: No. Fresh question. This will require a fresh notice.

Syed Iftikhar Ali Bokhari: Sir, to my question (e), out of the

[Syed Iftikhar Ali Bokhari]

14 pesticides formulation plants already established in Pakistan, how many are operating?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: As for I have the information available with me, there are 14 plants which are presently working and, producing at an annual capacity either in liquids or granules and they are situated in various parts of the country. To our understanding these 14 plants are presently producing the granules and liquids as far as pesticides are concerned.

Mr. Deputy Chairman: Next question. Q. No. 127 Syed Iftikhar Ali Bokhari.

FERTILIZER AND AGRICULTURAL EQUIPMENT

127. *Syed Iftikhar Ali Bokhari: Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) the total subsidy the Government gives on fertilizer of different kinds; and

(b) whether an import duty is levied on tractors and other agricultural equipments. If so, the rate of duty in each case?

Rao Sikandar Iqbal: (a) The Government have paid total subsidy amounting to Rs. 2,169.477 million on fertilizer of different kinds during the year 1987-88 and have allocated funds amounting to Rs. 1,401.873 million during the year 1988-89 for payment of subsidy.

Locally manufactured tractors and agricultural implements are exempt from payment of customs duty and sales tax in respect of their components and raw materials imported for manufacture within the country.

The import of built-up tractors is, however, subject to the following levies:—

Customs duty	10.0 per cent.
Sales Tax	12½ per cent.
Import Surcharge	7.0 per cent.
Iqra Surcharge	5.0 per cent.

Agricultural machinery/equipment which is not manufactured in the country is also exempt from customs duty but is charged 12½ per cent sales tax, Import and Iqra surcharges, electric motors and high-speed diesel engines not exceeding 2000 c.c. and attached/fitted as prime movers with agricultural machinery/equipment are, however, chargeable to 80 per cent *ad valorum* duty.

جناب عالم علی لالیکا: جناب والا! کیا وزیر خوراک و زراعت فرمائیں گے کہ کیمیاوی کھادوں پہ جو امدادی رقم دی جاتی ہے اس کی مناسبت سے زرعی مشین کی درآمد پر، امپورٹ ڈیوٹی اور کسٹم ڈیوٹی کتنی حاصل ہوتی ہے۔ کیمیاوی کھادوں پر حکومت نے سبسڈی ایک ارب چالیس کروڑ اٹھارہ لاکھ تہتر ہزار روپے ۱۹۸۸-۸۹ء دی ہے میں پوچھنا صرف یہ چاہوں گا کہ اس سبسڈی کے مقابلے میں تیار شدہ ٹریکٹروں اور ان کے زرعی آلات پر جو کسٹم ڈیوٹی حکومت وصول کرتی ہے اس کا تناسب کیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: لالیکا صاحب میں آپ کا سوال نہیں سمجھ سکا۔

جناب عالم علی لالیکا: جناب والا! میں دوبارہ عرض کرنے کی کوشش کروں گا کہ حکومت کیمیاوی کھادوں پر سبسڈی دیتی ہے۔ جو ۱۹۸۷-۸۸ء میں دو ارب ۱۶ کروڑ ۹۴ لاکھ تہتر ہزار روپے تھی۔ ۱۹۸۸-۸۹ء میں ایک ارب چالیس کروڑ اٹھارہ لاکھ ۷۳ ہزار روپے ہے، میں وزیر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ تیار شدہ ٹریکٹروں کی درآمد پر جو ڈیوٹی لگائی جاتی ہے کسٹم ڈیوٹی ہے، سیلز ٹیکس ہے، امپورٹ سرچارج ہے یا زرعی آلات پر جو ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اس سے حکومت کو مقابلتاً کتنی آمدنی ہوتی ہے جہاں حکومت کیمیاوی کھادوں پر سبسڈی دیتی ہے اس کے مقابلے میں ان کی امپورٹ سے اس کو کتنی آمدنی ہوتی ہے۔ امپورٹ پر کسٹم ڈیوٹی سے کتنی آمدنی ہوتی ہے۔

خواجہ احمد طارق رحیم: جناب اس کے لئے یہ الگ سوال پوچھ لیں۔

قاضی عبدالمجید: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ سبسڈی دو قسم کی کیمیاوی

کھادوں پر دی جاتی ہے ایک یوریا ہے ایک سیفٹ ہے کیا وزیر موصوف مجھے اس کا بریک اپ دے سکتے ہیں۔ یوریا پر کتنی سبسڈی ہے اور فاسفیٹک پر کتنی سبسڈی ہے اور اس کے ساتھ دوسری بات یہ ہے کہ یوریا جو ہم درآمد کرتے رہے ہیں۔

At what price we have been purchasing and at what price we have been selling

خواجہ احمد طارق رحیم : قاضی صاحب نے جو کچھ پوچھا ہے ایک سوال تو اس میں پیدا ہوتا ہے کہ کس قسم کے فرٹیلائزرز پر کیا سبسڈیز ہیں، ان کی اطلاع کے مطابق صرف دو قسم نہیں ہمارے پاس کم از کم ۹ اور ۱۰ قسم کے فرٹیلائزرز درآمد ہوتے ہیں اور ہم جو سبسڈی دیتے ہیں وہ ۵۰ کلوگرام کے تھیلے کی بنیاد پر دیتے ہیں اگر یہ چاہیں تو میں ان کو فہرست مہیا کر دوں گا جہاں تک یہ ہے کہ کس قیمت پر درآمد ہوتی ہے اس کا وہ سوال پوچھ لیں جواب انشاءاللہ تعالیٰ ان کو ضرور دے دوں گا۔

Mr. Deputy Chairman: Next question. Q. No. 128 Dr. Bisharat Elahi.

128. *Dr. Bisharat Elahi: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) whether the Homoeopathic preparations (medicines) are subject to any regular or periodic checks by the Health Department;

(b) the number of Homoeopathic drugs registered in Pakistan;

(c) whether it is a fact that over 3000 drugs/medicines are being imported into Pakistan out of which 2500 drugs are manufactured in Pakistan; if so, the reasons for the import of such drugs manufactured in Pakistan?

Syed Amir Haider Kazmi: (a) No.

(b) Nil.

(c) The Homeopathic Pharmacopeia includes more than

4000 drugs. There is now law applicable in the country to regulate the manufacture, sale or import of Homoeopathic drugs in the country.

Dr. Bisharat Elahi: Through you Mr. Chairman, Sir, I would like to ask the honourable Minister whether he is satisfied that there is no control over the import of Homoeopathic drugs. Whether he is also satisfied that these drugs are not subjected to any periodic checks and with due respect to him I would like to repeat part (c) of the question as to whether it is a fact that over 3000 drugs/medicines are being imported into Pakistan. Now, this does not pertain only to Homeopathic drugs because in other two parts of the question, as you notice. Mr. Chairman, I have specifically used the word 'Homeopathic' but in part (c) it does not pertain to Homoepathic drugs alone. So, the answer that is given to this question is not pertinent.

جناب ڈپٹی چیئرمین: کاظمی صاحب اس میں تھوڑی سی کنفیوژن ہے وہ رفع کر دیں۔ ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے تمام ادویات کے متعلق پوچھا تھا صرف ہومیوپیتھک کے لئے نہیں تو اس کے متعلق کیا خیال ہے۔

سید امیر حیدر کاظمی: جناب چیئرمین! جہاں تک پہلی بات معزز ممبر نے کہی ہے کہ پاکستان میں ہومیوپیتھک دواؤں کی تیاری اور ان کی درآمد کے لئے کوئی قانون ایسا نہیں ہے جس کے ذریعے حکومت ان کو کنٹرول کر سکے، فارماکوپیا میں چار ہزار دواؤں کی ایک فہرست ہے جسے فری لسٹ کے طور پر درآمد کیا جاتا ہے فروخت کیا جاتا ہے اور اس سے پاکستان میں ان دواؤں کے سلسلے میں بہت سی شکایات ہیں اور حکومت نے ایک جامع منصوبہ بنایا ہے کہ ایک ایسا قانون بنایا جائے جو ان دواؤں کے لائسنس اور ان کی درآمد کو کنٹرول کر سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کاظمی صاحب ان کا سوال یہ ہے کہ تین ہزار اقسام کی ادویات آپ منگوا رہے ہیں جن میں اڑھائی ہزار پاکستان میں بن رہی ہیں تو ان کو منگوانے کی کیا ضرورت ہے۔

سید امیر حیدر کاظمی: جو پہلی بات انہوں نے کہی ہے اس کا میں جواب دے رہا

[Syed Amir Haider Kazmi]

ہوں۔ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت ہومیوپیتھک دواؤں کی درآمد
کو اور ان کی رجسٹریشن کو بھی اسی طرح کنٹرول کرنا چاہتی ہے جس طرح ایلوپیتھک
دواؤں کو وہ کنٹرول کرنے کا قانون رکھتی ہے تو اس پر انشاء اللہ ایک بل
حکومت پارلیمنٹ کے سامنے لائے گی۔ جہاں تک دوسری بات انہوں نے کہی ہے
کہ تین ہزار دوائیں پاکستان میں منگوائی جاتی ہیں، جن میں اڑھائی ہزار پاکستان میں
تیار ہوتی ہیں، میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نہیں سمجھ سکا کہ ان دواؤں کی طرف ان کا
اشارہ ہے جو ایلوپیتھک دوائیں ہمارے ملک میں درآمد کی جاتی ہیں چونکہ سوال کا
سلسلہ ہومیوپیتھک دواؤں سے شروع ہوا تھا۔ تو "سی" میں بھی انہوں نے یہی سمجھا کہ ہومیوپیتھک
دواؤں کے سلسلے میں معزز رکن نے کہا ہے اگر اس کے لئے مجھے وقت دیا جائے تو میں اس
کا جواب دے سکتا ہوں۔

Dr. Bisharat Elahi: Sir, it would obviously imply that I do not have to give a fresh notice. We can have an answer to this question on the next rota day.

Mr. Deputy Chairman: Agreed.

Dr. Bisharat Elahi: One thing Mr. Chairman, if I might here make an observation and bring to the notice of the honourable Minister that a lot of drugs which do not fall in the category of Homeopathic drugs are imported into the country and categorized as Homeopathic drugs by the importers. This is a very serious matter. Secondly, a lot of Homeopathic drugs contain drugs or medicines or components which if not properly supervised can lead to a lot of problems — things like steriod and anti-biotics are being freely used by the manufacturers of Homeopathic drugs. I am glad to hear that the Minister has already mentioned that they are bringing in laws to curtail this practice but even today I can assure the Minister that there are a number of Homeopathic drugs which are not, in fact, only Homeopathic but they contain a lot of other medicines which need to be monitored very carefully.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Next question Q. No. 130 Dr. Bisharat Elahi.

GOVERNMENT CONTROL OVER PRIVATE CLINICS

130. *Dr. Bisharat Elahi: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare to please to state whether the Government has any control over the private hospitals, nursing homes and clinics; if not, whether there is any proposal under consideration of the Government to control and regulate the private hospitals, nursing homes and clinics?

Syed Amir Haider Kazmi: No. However, there is a proposal under consideration of the Government to regulate the standard of services in these private clinics, hospitals, nursing homes.

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman Sir, I am glad that the Minister is thinking of ways and means to regulate these private nursing homes. They need to be brought under law but I would like to know whether the law formulated by the National Assembly or the Parliament will also be applicable to the provinces because most of these nursing homes and private hospitals according to my knowledge are under the control or subject to the scrutiny of the provincial governments and will it not be advisable if the Federal Government could issue necessary instruction or advice to the provincial governments to take cognizance of this matter?

سید امیر حیدر کاظمی: میں معزز ممبر کو یہ یقین دلاتا ہوں حکومت فیڈرل ایریا کے لئے پارلیمنٹ میں ایک بل لائے گی اور ہم صوبائی حکومتوں سے بھی کہیں گے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں کے لئے اسی قسم کا بل تیار کریں کیونکہ نجی ہسپتالوں کو کنٹرول زیادہ تر صوبائی حکومت ہی کرتی ہے اس لئے جو بھی قانون سازی کی ضرورت ہے وہ صوبائی حکومتوں کے ذمے ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی قاضی صاحب۔

جناب عبدالمجید قاضی: اس وقت جو رولز بنا رہے ہیں تو صوبائی حکومتوں کو بھی اس میں شامل کر لیں تاکہ ایک جامع قانون بن جائے with the consent of the provinces.

جناب ڈپٹی چیئرمین: صوبوں کو اعتماد میں لیں گے۔

سید امیر حیدر کاظمی: ہم نے پہلے ہی رابطہ کیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگلا سوال محسن صدیقی صاحب سوال نمبر ۲۴ -

SICK INDUSTRIAL UNITS

24. *Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Will the Minister for Production be pleased to state:

(a) the future Government policy for disposal of sick industrial units;

(b) the action taken by the Government against those responsible for the closure of the industrial units in public sector; and

(c) the steps taken by the Government to improve the administrative and financial management of the public sector industries to make them viable units?

Raja Shahid Zafar: (a) Various questions relating to the policy are being examined and a committee is being set up to provide proposals in this regard.

(b) There are multifarious reasons for units becoming sick overtime.

(c) These have been taken at two levels:

- One, covering all operating units through control systems comprising Management Information System, target settings, regular monitoring and annual evaluations, longer term corporate planning etc.; and

- Two, through financial restructuring, changes, in management and other administrative steps taken on a case to case basis.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Sir, the honourable Minister has stated that they are considering to set up a committee for these sick industrial units. Can he appraise us as to what time it will take and what will be the constitution of those committees?

Raja Shahid Zafar: Sir, the committee comprises of Minister

of Labour, Minister Finance, Minister Production and few other members. I cannot tell him the exact date of completing the work but it would be completed very soon.

جناب ڈپٹی چیئرمین: راجہ صاحب اندازہ اگر وقت بتا دیں مہینے دو چار چھ دس

راجہ شاہد ظفر: پہلی میٹنگ ہو جائے تو اس کے بعد ہی پتہ چل سکے گا،

As soon as possible, Sir.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Whether the Minister has included any Member of the Senate or the National Assembly in the proposed committee?

Raja Shahid Zafar: Mr. Chairman Sir, Ministers are Members of the National Assembly.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: No, besides Ministers.

Raja Shahid Zafar: Besides Ministers there is Mrs. Ashraf Abbasi, Mr. Farooq Ahmed Khan Laghari who has now become Minister but there is no Member from the National Assembly or the Senate.

Mr. Deputy Chairman: Siddiqui Sahib there is no Member from the Senate or the National Assembly.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: To part (b) of the question the learned Minister has said that there are multifarious reasons for units becoming sick overtime. Now my question was the action taken by the Government against those responsible for the closure of the industrial units in public sector. The answer is absolutely off the point and it has no reference, I have not asked in this the reasons of the closure but the action taken or proposed to be taken against persons who were at the helm of the affair.

Raja Shahid Zafar: Mr. Chairman Sir, success or failure to large degree depends on policy, market conditions and structure imbalance in projects.

ایک دن میں چیزیں losses میں نہیں جاتیں اس میں تو بڑا ٹائم لگتا ہے

In any specific case if the honourable Member points out, the corruption, I will hold enquiry.

Mr. Deputy Chairman: Right.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: No, it is not a question of corruption.

راجہ شاہد ظفر: جناب چیئرمین! ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہماری منسٹری میں کسی dishonest افسر کو گورنمنٹ میں نہیں رہنے دیا جائے گا ہم اس کے لئے اپنے طور پر کام کر رہے ہیں لیکن میں اس ہاؤس کو کہتا ہوں کہ وہ ہماری مدد کریں اگر ہمارے کسی یونٹ میں کوئی dishonest افسر ہے تو ہم انکوائری کرائیں گے اور اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاؤس کو آپ کمیٹی میں لیتے ہی نہیں تو پھر مدد کیسے کریں گے تو کوئی ممبرز کمیٹی میں ہوں تبھی مدد کریں گے۔ شاہد ظفر صاحب محسن صدیقی صاحب نے آپ سے پوچھا ہے کہ اس قسم کے failure کے خلاف کوئی بھی ایکشن ہوا ہے یا نہیں۔ اس کا simple جواب آپ دے دیں

راجہ شاہد ظفر: جناب چیئرمین صاحب آپ نے کمیٹی کی جو بات کی ہے اس کی میں ذرا وضاحت کر دوں ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں اس کو رہنے دیں محسن صدیقی صاحب کا جواب دیں وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو یونٹ فیل ہوئے ہیں ان میں کسی کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے یا نہیں۔

راجہ شاہد ظفر: کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ سیدھی بات ہے۔ نہیں لیا گیا۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: It has been reported in the press that the estimated losses of these sick units is 3.5 billion rupees and most of these units are partially or fully closed for a long period and I also know that there have been people presiding over these units for years together. I would like to know what steps have been taken to safeguard the loss of such a huge amount of the exchequer in a country which is already under debt.

راجہ شاہد ظفر: ہماری حکومت سے قبل واقعی یہ بات ٹھیک ہے کہ ایک ایک یونٹ
میں کئی کئی سال سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے لیکن ہم نے ایک پالیسی بنائی ہے اور اس میں
جو تبدیلیاں کرنی ہیں وہ کر رہے ہیں اور جو losses incur ہوئے ہیں وہ اتنے نہیں
ہیں جتنے پریس نے quote کئے ہیں

Total losses were 365 crores in the sick units.

اس میں یہ ہے

Overall we are not in the loss or the Ministry is not in the loss. We have earned 160 crores of profit in 1987-88.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: I am not talking of overall position of the units. I am talking of the sick units only. Would the Minister also inform us as to what steps are proposed to be taken to ensure that these industrial units either pay their loans to the banks (nationalized banks) pay their loans to the financing institutions because besides these losses there are more than three billion rupees as loans on these sick units from the nationalized banks as well as from the financing institutions like NDFC, Bankers Equity, IDB, PICIC?

راجہ شاہد ظفر: جناب چیئرمین صاحب یہ جو بیمار یونٹ ہیں ان کی امپروومنٹ کے
لئے ہم نے مختلف تجاویز کی ہوئی ہیں اس میں بی ایم آر کروا رہے ہیں ان میں
جو financial restructuring ہیں وہ کروا رہے ہیں ان یونٹس میں major
losses کی وجہ یہ ہے کافی عرصہ سے ان میں کوئی امپروومنٹ نہیں ہوئی ہے جیسے
میں نے ذکر کیا ایچ ایم سی اور ایچ ایف ایف میں جب سے وہ کمیشن ہوا اس میں کوئی
مرمت تک نہیں ہوئی اب ہم کر رہے ہیں ان کو چلانے کے لئے جو میجر مرمت چاہیئے یا
فنانشل difficulties ہیں ان کو دور کر سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بنگلزئی صاحب ایک ضمنی سوال پوچھ لیں

میر حسین بخش بنگلزئی: محترم وزیر صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ وہ جو پالیسیاں بنا
رہے ہیں ان پالیسیز کے نتائج کتنے عرصے میں نکل سکیں گے۔

راجہ شاہد ظفر: جناب چیئرمین! ہماری کوشش یہی ہے کہ ان پالیسیاں کے نتائج جلد سے جلد

[Raja Shahid Zafar]

نکلنے شروع ہو جائیں اور اس میں restructuring کچھ ایسے کام ہیں کہ کچھ زیادہ ٹائم لگ جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیرمین: اگلا سوال محسن صدیقی صاحب سوال نمبر ۲۵-

AGRICULTURAL RESEARCH THROUGH PARC

25. *Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Will the Minister for Food, Agriculture and Co-operatives be pleased to state:

(a) the total amount from national exchequer as well as foreign aid spent on the agriculture research annually, through Pakistan Agriculture Research Council (PARC) during the last three years;

(b) the total amount spent by the PARC on agriculture research since its establishment;

(c) the progress of PARC in achieving its objectives; and

(d) the measures taken by the Government to improve linkages between research, extension and education?

Rao Sikander Iqbal (Read by Khawaja Ahmed Tariq Raheem): (a)

(In million Rupees)

Financial year	GOP Grant	Foreign Aid	Total
1985-86	124.210	109.206	233.416
1986-87	141.568	234.646	376.214
1987-88	158.071	209.717	367.788
Total	423.849	553.569	977.418

(b) PARC was re-organized as an autonomous body during the year 1978-79. Total amount spent since its establishment upto

1987-88 is Rs. 1,773.524 (million). Break-up of this amount is as follows:

(i)	Capital Expenditure on Development of infra-structural facilities.	Rs.	353.198
(ii)	Expenditure on administration	Rs.	46.113
(iii)	Expenditure on research	Rs.	1,374.213
	Total	Rs.	1,773.524

(c) Progress of PARC in achieving its objectives as laid down in the PARC Ordinance is as follows:

Promotion of Research

1. Nationally Co-ordinated Research Programmes on major commodities have been undertaken by PARC in collaboration with the provincial research institutes under which PARC is providing funds, technical assistance, training, scientific equipment, field vehicles and exotic germplasm to provincial research programmes. Such programmes have resulted in the evolution and release of high yielding and disease resistant varieties of principal crops. At present 30 research programmes are in operation.

2. Funding of contract research schemes of short duration of the Provincial institutes and agricultural universities on various important problems and disciplines. 44 such schemes are in operation.

Coordination of Research

1. Technical Working Groups have been set up for each coordinated programmes in which the working scientists from all provinces meet to review the progress of work under the programme and finalize the plan for the next year.

2. 9 Technical committees comprising of experts, professionals, and academicians from the Federal and Provincial research institutions have been set up for appraisal of progress under the on-going contract schemes, recommending new schemes for financial assistance and granting priorities.

3. Standing committees of the Board of Governors namely Policy Advisory Committee, Budget Committee and Agri-business Relations Committee composed of Federal and Provincial scientists, administrators, planners and academicians provide an effective forum for coordination of research efforts undertaken by the Federal and Provincial research institutions.

4. PARC Board of Governors, the highest body of the Council composed of Federal and Provincial Secretaries, Vice-Chancellors, researchers, Members of the Senate and National Assembly and progressive farmers, is yet another forum that helps the council to co-ordinating its activities with the provincial research institutions.

Research Establishments

Following research establishments has been set up by PARC:

1. National Agricultural Research Centre, Islamabad.
2. Arid Zone Research Institute, Quetta with sub-stations at Bahawalpur, D.I. Khan and Umer Kot, Sindh.
3. Pest Management Research Institute, Karachi.
4. Agriculture Research Institute for Northern Areas Juglot, Gilgit.
5. Southern Zone Agricultural Research Centre, Sujjawal, Sindh.
6. Tea Research Station, Mansehra.
7. Hill Agricultural Research Station, Kaghan.

Manpower Development

1. 354 agricultural scientists from all over the country have been sent for training in overseas universities for Ph.D. degree.

2. 114 scientists have been sponsored for higher education in local universities.

3. 118 training coursses were offered to 3137 Federal and Provincial scientists, extension workers and farmers.

Scientific Information Services

1. A reference and research library has been set up at NARC for the common use of agricultural scientists all over the country. Its subscribes to more than 200 journals and 300 books annually.

2. Biblography service is provided to scientists on demand.

3. Audio-visual Communication Unit is being set up at NARC with provincial components.

4. 2 radio services with weekly broadcast from Karachi and Islamabad have been started.

5. Scientific and technical publications including periodicals are regularly issued by PARC.

International Collaboration

1. Scientific and technical collaboration has been established with USAID, UNDP, FAO, World Bank, CIDA, IDRC, ADB, Swiss and Italian Governments for funding agricultural research projects. Besides collaboration also exists with International Agricultural Research Centres like IRRI, CIMMYT, ICARDA, ICRISAT etc. which provide useful information, technical assistance and training facilities to our scientists.

Research Achievements

1. 28 varieties of wheat, 13 of rice, 17 of maize, 33 of oilseed crops, 13 of food legumes, 12 of sorghum, 2 of berseem and 3 of oats were introduced, developed and released.

2. Basic production technology of mashroom has been developed and transfer to farmers.

3. One tonne of basic virus free seed of potato produced in northern areas.

4. Groundnut digger and sugarcane planter has been perfected and commercialized.

5. Successful operation of artificial rain making carried out in pothwar regions.

6. 4 jersey calves were produced through Embryo Transfer Technology.

7. High quality and low cost animal feed has been produced and the technology being used by private sector.

1. Education and extension are not the mandate of PARC. However, the PARC has taken the following steps to improve linkages between research, extension and education:

(i) PARC has set up 9 Technical Committees and three Standing Committees composed of experts, directors of research, academician planners and administrators of the Federal and Provincial Governments to appraise progress of research programmes and setting research priorities.

(ii) Conferences, seminars and workshops organized by PARC provide another opportunity to improve linkages between research, education and extension in which the scientists from all these sectors come for participation.

(iii) Travelling seminars organized by PARC include scientists from research institutions and the universities thus bringing them closer.

2. Technology Transfer Programme in Islamabad district was established to bring extension services of this district closer to PARC/NARC scientists. This project serves as an experimental base for improving research extension likages in Islamabad. The successful implementation of this experience would be replicated in the country.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: My question is that according to the report and answer there is 1,773.524 million (Rs.)

which are being spent on these institutions i.e. agricultural research. Would the honourable Minister inform us as to what achievements have been arrived at against the total amount being spent on these institutions?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: If the learned Member had read the answer, I think such a question would not have been asked but for his benefit let me first give the break up of the 1,773.524 million (Rs.) out of this 353 has been spent on capital expenditure to develop the infrastructure for research institutions. 56 million (Rs.) has been spent on administrative expenditure and a very high figure of 1,374 million (Rs) has gone into expenditure on research. Then we have given details of what we have done and I can highlight that as far as the institution is concerned to develop the Arid Zone, we have Arid Zone Research Institute, Quetta to develop sugarcane.

Mr. Deputy Chairman: That is the detail which has already been given.

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: I think, he should have read it.

Mr. Deputy Chairman: It is a lengthy answer, he can read it out and give them a fresh notice or a fresh question. It brings us to the end of the Question Hour.

NEW INDUSTRIES

† 26. *Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Will the Minister for Industries be pleased to state the total number of new industries set up in the country during the last financial year with province-wise break up, indicating nature of industrial units with their locations separately in each case?

Syed Faisal Saleh Hayat: A total number of 614 new industries were set up through DFI financing in the private sector, throughout the country during the last financial year (1987-88). Province-wise break-up is as under:—

---

†Question Hour being over the remaining questions and their answers were placed on the Table of the House.

	No. of Units
Punjab	379
Sindh	132
N.W.F.P.	63
Baluchistan	30
Azad Kashmir	6
Northern Areas	4
Total:	614

Province-wise lists of above industrial units indicating nature of industries with their location are in Annexure.

(Annexure has been placed in the Senate Library).

PAYMENT OF BONUS TO SUGARCANE GROWERS

33. *Syed Iftikhar Ali Bokhari: Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) whether it is a fact that a bonus to sugarcane growers of NWFP and Sindh is paid: if so, the terms and conditions thereof: and

(b) whether it is also a fact that no such bonus is paid to the sugarcane growers of Punjab, if so the reasons therefore?

Rao Sikandar Iqbal: (a) The sugarcane growers of the NWFP are paid Re. 1.00 per maund as special premium over and above the minimum support price fixed by the Government. This premium is paid by sugar mills to all growers of NWFP at the time of purchase of sugarcane. This special premium is not paid to sugarcane growers of Sindh.

(b) No such bonus/special premium is paid to sugarcane growers of the Punjab. As stated in reply to part (a) of the question, the special premium is paid to growers of the NWFP only. The reason is higher cost of production of sugarcane in NWFP.

PAKISTAN STANDARD INSTITUTE

23. *Prof. Khurshid Ahmed: Will the Minister for Industries be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Pakistan Standard Institute has prepared proper Standards and designs for different consumer goods particularly electric motors and other machines operated by electricity or gas, ensuring minimum waste and optimal use of energy;

(b) whether it is not a fact that majority of local industries are producing sub-standard material leading to un-reliable winding, slip lesses, air gap, friction and other drawbacks;

(c) whether it is also a fact that over 100,000 tubewell connections with an average lod of 15 BHP, about 135,000 small units with 5 BHP and 15,000 major industrial units with local machines of 400 BHP in average are responsible for wastage of electricity to the tune of over 3000 MW. and

(d) the steps taken by the Government and WAPDA to rectify this situation?

Syed Faisal Saleh Hayat: (a) Yes.

(b) Yes. It is a fact that majority of local industries are producing substandard material leading to un-reliable winding, slip losses, air gap etc. That is why PSI have brought Pakistan Standard No. PS: 186 on electric motors under compulsory (quality control) Certification marks scheme with effect from 1-1-1989.

(c) Not assessed.

(d) Electrical equipment and appliances purchased by WAPDA are properly inspected and tested according to prescribed standard specifications by WAPDA's own inspecting agencies. Further Pakistan Standards Institution has brought Electric Motors under compulsory Certification Marks Scheme with effect from 1-1-1989 as per PS 186.

4TH SAARC SUMMIT

46. *Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the total amount spent on the 4th SAARC Summit indicating the amount spent on renovation, repairs and refurnishing of all accommodation used in Islamabad, in particular on the Aiwan-e-Sadar, Baluchistan House, Frontier House and Sind House, Foreign Office Building, repair and resurfacing of roads in Islamabad, Rawalpindi and on other items, separately in each case?

Sahabzada Yaqub Khan: The expenditure incurred by Government of Pakistan for holding the Fourth SAARC Summit, including all necessary arrangements, is Rs. 20,524,986 approximately.

The amount spent on renovation, repairs and refurnishing of the Aiwan-e-Sadar, Baluchistan House, Frontier House and Sindh House is Rs. 7,048,420. The breakdown of the expenditure is:—

Aiwan-e-Sadar	Rs. 455,573
Baluchistan House	Rs. 2,052,455
Frontier House	Rs. 1,087,216
Sindh House	Rs. 3,453,176

This is not the final figure as some bills are yet to be settled.

No expenditure was incurred on the Foreign Office Building.

The repair and resurfacing of roads in Islamabad/Rawalpindi were undertaken as part of the normal annual repair programme.

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین : خواجہ محمد حمید الدین نے ۵ سے ۲۰ فروری تک رخصت کی درخواست کی ہے کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست قبول کرتا ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب احمد میاں سومرو نے بھی ۱۵ سے ۱۶ فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست قبول کرتا ہے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

MOTION UNDER RULE 236

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman Sir, I beg to move: that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 76 regarding adjournment motions and Rule 77(2) be suspended enabling the House to continue further discussion on the admitted adjournment motions regarding the stranded Pakistanis in Bangladesh in today's and subsequent sittings of the Senate. Thank you.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved:—

"That under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 76 regarding adjournment motions and Rule 77(2) be suspended enabling the House to continue further discussion on the admitted adjournment motion regarding the stranded Pakistanis in Bangladesh in today's and subsequent sittings of the Senate."

(The motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: The motion stands adopted.

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: Point of order. I want to know one thing that will this debate be taken up tomorrow or the Members would be able to conclude today?

Mr. Deputy Chairman: We will try to conclude it today and continue it till 2.00 p.m. We can not take it to tomorrow.

Mr. Sartaj Aziz: Point of order Mr. Chairman, today is an historic day, 15th of February when the Russian troops are going to leave Afghanistan and I suggest that the Senate may adopt a motion acknowledging the importance of this day complimenting the Mujahideen for the right struggle they engaged and thanking the Russians for honouring the Geneva Agreement.

Mr. Deputy Chairman: Right, agreed. Who is going to move the motion?

Mr. Sartaj Aziz: I beg to move Mr. Chairman, under Rule

[Mr. Sartaj Aziz]

194 that the Senate adopts a resolution acknowledging the historic importance of this day i.e. 15th February, when all the Russians soldiers will leave Afghanistan. It should also record its appreciation and congratulations to the Mujahideen for waging such a valiant struggle and the people of Pakistan for participating in this historic achievements.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سرتاج عزیز صاحب، ایک clarification چاہیے کہ کیا انہوں نے announce کر دیا ہے کہ officially they have left Afghanistan

جناب سرتاج عزیز: آج انکا آخری سپاہی چلا جائے گا

جناب ڈپٹی چیئرمین: تو پھر کل نہ move کر دیں، کل تک وہ finally افغانستان کی سرزمین سے نکل جائیں گے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: جناب چیئرمین! کل رات کی پاکستان کی ٹی وی خبروں کے مطابق صرف ایک سولجر اور ایک افسر کابل ایئرپورٹ پر رہ گیا ہے باقی سب اس وقت تک جا چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ آپ کی مرضی ہے کہ چاہے اسے آج لے لیں یا کل لے لیں میرا خیال تھا کہ کل تک بالکل وہ نکل جاتے اور internationally بھی اس کی تصدیق ہو جاتی۔

ایک معزز رکن: کل کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سرتاج صاحب، کل اس کو لے لیں گے۔ ٹھیک ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب والا! میں ریکارڈ کو درست کرنے کیلئے عرض کرتا ہوں کہ کل یہاں ہاؤس میں ایک ایڈجرنمنٹ موشن پیش کی گئی تھی

It was not regarding bringing stranded Pakistanis from abroad. It was regarding repatriation of Biharis from Bangladesh and secondly the motion says:—

"On the spread of epidemic in camps of stranded Beharis in Bangladesh."

تو دونوں میں جو language استعمال کی گئی کہ stranded Pakistanis کو واپس لانے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ۔ ریکارڈ کو درست کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے جی ! جناب طارق چوہدری صاحب ۔

جناب محمد طارق چوہدری: نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، شکریہ جناب چیئرمین اس اہم موضوع پر کل جناب ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں معزز اراکین سے ایک گزارش کروں گا کہ دوران debate silence کو observe کیا جائے ، اور اگر کوئی lobbying وغیرہ کرنی بھی ہو تو ہال کے باہر کی جائے تاکہ ہر سپیکر کی بات ہم غور سے سن سکیں اور جو صاحب ان کو respond کرنا چاہتے ہیں وہ صحیح طریقے سے جواب دے سکیں ۔ شکریہ ۔ Sorry, Tariq Sahib.

FURTHER DISCUSSION ON ADJ. MOTION RE: REPATRIATION OF BIHARIS FROM BANGLA DESH

جناب محمد طارق چوہدری: کل اس موضوع پر جناب اعجاز علی جتوئی صاحب نے بہت خوبصورت تقریر کی ، جو مدلل تھی ، موثر تھی ، خوبصورت تھی اور جس میں آواز بھی تھی ، دلیل بھی تھی اپیل بھی تھی ، چیلنج بھی تھا ۔ اور اس کے بعد جناب بجارانی صاحب کی دھیمے لہجے میں خوبصورت تقریر اور قاضی صاحب کے تیکھے دلائل ۔۔ یہ سب باتیں میرے پیش نظر ہیں ، اور ہمیں ان کی مجبوریوں کا احساس بھی ہے اور سندھ کے حالات جو کافی عرصہ سے جس ڈگر پر چل رہے ہیں ، وہ بھی میرے پیش نظر ہیں ۔

کراچی کی بگڑتی ہوئی صورت حال اور احتجاجی رویہ سندھ میں بدلتا ہوا توازن ، یہ ساری چیزیں ان کے احتجاج کا باعث بنی ہیں ۔ لیکن بنگلہ دیش میں ۶۶ کیمپوں میں محصور بہاری جن کو میں پاکستانی کہتا ہوں ، اس لئے کہ ۱۸ برس گذر جانے کے باوجود آج بھی وہ لوگ ۶ × ۶ فٹ کی قبروں میں مقید قائداعظم کی تصاویر لگائے پاکستان کا جھنڈا بلند کئے اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ہمیں پاکستان جانا ہے ۔ ان لوگوں کو ایک سے زیادہ مرتبہ offer کیا گیا کہ وہ بنگلہ دیش میں رہیں ۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا ۔ مشرقی پاکستان جواب بنگلہ دیش بن چکا ہے ۔ فرض کیجئے اگر واخان کی پٹی پر روس قبضہ کر لیتا ہے اور وہاں پر اس پٹی اور اس

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

علاقے میں رہنے والے لوگ جو روسیوں کے خلاف لڑتے ہیں اور نجیب کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے۔ بقیہ آزاد افغانستان میں آنا چاہیں تو وہاں کے لوگ ان کو یہ کہہ کر روکیں کہ نہیں تم اس علاقے کے نہیں ہو تم افغانی نہیں ہو تم واخان کی پٹی پر بسنے والے ہو جو اب روس کا حصہ ہو چکا ہے تو کیا یہ بات کسی بھی طرح قرین انصاف ہو گی۔ اور اگر میرے بھائی جو اس وقت لندن یا سعودی عرب میں رہتے ہیں وہ فیصل آباد کے ائرپورٹ پر آنا چاہیں وہاں سے اپنی نوکریاں چھوڑ کر یا jobless ہو کر، تو کیا فیصل آباد کے چند لوگ جھنڈے لہراتے ہوئے اس بات سے انکار کریں کہ ہم ان کو فیصل آباد نہیں اترنے دیں گے۔ کیونکہ یہ یہاں آکر jobs کریں گے یا یہاں آکر بزنس کریں گے اور اس طرح یہ ہمارا حق ماریں گے تو کیا میں ان کی اس بات کو تسلیم کر لوں گا۔ ہرگز نہیں اور مشرقی پاکستان میں رہ جانے والے لوگ میرے اسی طرح کے بھائی ہیں جس طرح خالد اور یسین ہیں اور میں اسی طرح ان کو پاکستانی سمجھتا ہوں جس طرح میں خود ہوں۔ کراچی میں آٹھ لاکھ غیر ملکی تارکین وطن ہیں۔ جو در اصل سندھ کی مشکلات کا سبب بنے ہوئے ہیں پاکستان کی سرزمین پر ۳۵ لاکھ افغان مہاجرین ہیں پانچ لاکھ بنگالی ہیں ایک لاکھ ایرانی ہیں۔ ستر ہزار کے قریب برمی ہیں، ویت نامی ہیں چینی ہیں انڈین ہیں۔ اس طرح ان افغان مہاجرین کے علاوہ تقریباً آٹھ لاکھ غیر قانونی تارکین وطن تک سارے کے سارے کراچی میں مقیم ہیں۔ میں حکومت سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں، تقاضا کرتا ہوں کہ وہ آٹھ لاکھ لوگوں کو پاکستان سے نکالے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اور اگر حکومت ان تارکین وطن کو پاکستان سے نہیں نکال سکتی تو وہ اپنے فرائض سے غفلت برتتی ہے۔ لہذا اس کا اولین فریضہ ہے کہ وہ چھان پھٹک کرے اور اس طرح کے تمام لوگوں کو پاکستان سے نکال دے اور کراچی کا بوجھ کم کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ۶۶ کیمپوں میں محصور پاکستانیوں کو پاکستان لایا جائے لیکن میں اس کے لئے offer کرتا ہوں کہ یہ تمام لوگ جو دو لاکھ کے قریب وہاں مقیم ہیں ان سب کو فیصل آباد ڈسٹرکٹ میں آباد کیا جائے۔ ہم وہاں پر ان کے لئے جگہ بھی دیں گے ہم ان کی مہمان نوازی بھی کریں گے جاب بھی فراہم کریں گے اور ان کو

کراچی جانے کی اجازت نہیں دی جائے۔ اس پوری کائنات میں اس سے بدترین مشکل میں اور کوئی دوسری قوم نہیں ہے جن کا کوئی وطن نہیں ہے گھر نہیں ہے زندگی گزارنے کے لئے چھت نہیں ہے۔ دفن ہونے کو قبر کی جگہ نہیں ہے نہ وہ زمین کے اوپر ہیں اور نہ وہ زمین کے نیچے دفن ہو سکتے ہیں۔

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
کتنا ہے بدنصیب ظفر دفن کے لئے
دو گز زمین نہ مل سکی کوئے یار میں

جناب! وہاں پر زندگی کتنی مشکل اور کٹھن ہے اس کا بیان بیٹھ کر کوئی اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک چھوٹے سے ہال میں چالیس خاندان بستے ہیں۔ جو سب کے سب ریلوے کے ملازمین تھے مرکزی حکومت کے ملازمین تھے وہاں پر جو کیمپ بنائے گئے ہیں اس کے مقابلے میں افغانیوں کے کیمپ پیرس کی گلیاں ہیں ۶ × ۶ فٹ کے کیمپ جس میں ایک خاندان بستا ہے۔ جبکہ قبر ۴ × ۷ فٹ کی ہوتی ہے۔ یعنی ایک قبر سے کہیں کم جگہ پر پورا خاندان آباد ہے اور ان کی جھگیاں کاغذ اور پتوں کی بنی ہوئی ہیں۔ ان کی گلیاں ڈیڑھ فٹ سے بڑی نہیں ہیں جہاں سے گندہ پانی بھی نکلتا ہے اور جہاں سے وہ خود بھی گزر کر جاتے ہیں زندگی اس طرح گزر رہی ہے اور ان کے بچوں کے پاس پڑھنے کو کتاب نہیں ہے۔ پڑھانے کو استاد نہیں ہے۔ اوڑھنے کو چادر نہیں ہے۔ جناب موسم کی شدت سے بچنے کے لئے کپڑا نہیں ہے۔ بارش اور دھوپ سے بچنے کے لئے چھت نہیں ہے، پاؤں میں جوتی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: طارق صاحب آپ کے پاس دو منٹ اور ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: یہ ساری باتیں ایسی ہی نہیں ہیں حضور۔ الفاظ نہیں یہ چیخیں ہیں اشعار نہیں یہ نالے ہیں، کچھ گہری گہری چوٹیں ہیں کچھ نازک نازک چھالے ہیں۔ حضور یہ محض

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhary]

لفاظی نہیں ہے یہ حقائق ہیں جن کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ میں اپنی بات مختصر کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ان دو لاکھ انسانوں کو جو پاکستانی ہیں بنگلہ دیش میں بستے ہیں۔ ان کو ہم اپنی قرارداد کے مطابق جو اس معزز ایوان نے متفقہ طور پر پاس کی تھی اس کے مطابق ان کو پاکستان لایا جائے ان دو لاکھ لوگوں کو پنجاب میں آباد کیا جائے اور بطور خاص فیصل آباد گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں کیونکہ یہاں پر ان کے لئے کام فراہم ہو سکتا ہے دنیا پیسہ دے نہ دے ہم اپنے وسائل اور اپنے خرچے پر یہاں لائیں۔ اور اگر فوری طور پر ان کو بسانے کے لئے آپ کے جگہ نہیں ہے۔ تو وہاں پر اپنے سفارت خانے کو ہدایت کریں کہ وہ ان کو پاسپورٹ اور شناختی کارڈ فراہم کرے۔ اس طرح زیادہ تر لوگ خود اپنے وسائل اور ذریعوں سے دنیا میں پھیل جائیں گے جو باقی بچیں گے ان کو ہم پاکستان میں لا سکتے ہیں یہ مناسب اور موثر طریقہ ہوگا بہر حال ہم ان کے پاکستانی ہونے سے انکار نہیں کر سکتے ہیں اور پاکستان میں آنا ان کا حق ہے۔ خواہ ان کے پاس جگہ ہو زمین ہو مکان ہو یا نہ ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جناب بہرہ ور سعید صاحب۔ گزارش میری یہی ہے کہ ہر سپیکر کے حصے میں چھ چھ منٹ آتے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب انیس سپیکر صاحبان ہیں۔ آپ لوگ فیصلہ کر لیں۔ دو بجے تک بھی چلائیں تو ۔۔۔۔

جناب بہرہ ور سعید: چھ منٹ میں تو جناب میں تقریر نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے بتائیں۔ مجھے راستہ دیں تو میں آپ کے ساتھ ویسے ہی چلنے کو تیار ہوں۔ آپ لوگ curtail کریں۔ جیسے بھی کریں۔ ایوان فیصلہ کر لے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس وقت جو ٹائم ہے دو بجے تک کا اس میں یہی ڈویژن ہوتی ہے۔ چلیں اڑھائی بجے تک کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ٹھیک ہے دس دس منٹ بولیں۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: We can finish some speakers today and postpone it for tomorrow. That is the sense of the House, I believe.

Akhunzada Behrawar Saeed: We will carry on till evening, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں۔ کچھ میری appointments بھی ہیں۔ اڑھائی بجے تک ختم کرنے کی کوشش کریں۔ مطلب یہ ہے کہ اس میں بہت سی باتیں repetitions کی ہوں گی۔ اور جب اٹھارہ آدمی بولیں گے تو مقصد کی ساری باتیں نکل آئیں گی۔ اگر آپ لوگ کوشش کریں تو مطلب کی باتیں آٹھ آٹھ دس دس منٹ میں ہو سکتی ہیں۔

جناب محمد محسن صدیقی: مگر میری گزارش یہ ہے اور sense of the House بھی یہ ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری: جناب چیئرمین۔ اگر ایوان یہ چاہتا ہے تو آپ صرف اپنی مصروفیت کو پیش نظر نہ رکھیں۔ چیئر پر کسی اور آدمی کو بٹھا دیں اگر آپ کو زیادہ مصروفیت ہے تو شام تک اس کو چلنے دیں۔ یا اس کو کل تک ملتوی کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: طارق صاحب کچھ رولز کی بھی حدود ہیں۔ رولز پہلے ہی ہم نے معطل کر دیئے ہیں اور دو گھنٹے کی بحث کو چار پانچ گھنٹے ملے ہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: ہم پھر قواعد کو معطل کر لینگے ہم نے خود کرنے ہیں باہر سے آ کر کسی نے نہیں کرنے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی۔

سید عباس شاہ: اڑھائی بجے تک چلنے دیں۔ Otherwise we will close it.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، جناب چیئرمین صاحب! اس مسئلے پر مجھ سے قبل دو تین دوستوں نے جن کا تعلق باب الاسلام سے ہے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے انہوں نے جو خدشات ظاہر کئے ہیں اور جس پیرائے میں انہوں

[Akhunzada Behrawar Saeed]

نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس وقت کے سندھیوں کے جذبات کی پوری ترجمانی کی ہے اور صحیح ترجمانی کی ہے ان کا خدشہ ہے لیکن جہاں تک میں نے ان کی تقریر سنی ہیں وہ یہ نہیں چاہتے کہ یہ مسلمان جو وہاں پھنسے ہوئے ہیں یہ پاکستان نہ لائے جائیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ سندھ پر مزید بوجھ نہ پڑے ان کی معیشت پر پہلے سے ہی بڑا بوجھ پڑا ہوا ہے ان کی معیشت پر اور زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے جو روزگار کے مواقع میسر ہیں اس کے لئے سندھ میں بھی اتنے لوگ ہیں کہ وہ ان کے لئے ناکافی ہیں اور ایسے اقدامات نہ کئے جائیں کہ جن سے سندھ کے عوام کو تکلیف ہو۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ پاکستان بڑا ملک ہے جس طرح کہتے ہیں کہ دنیا بڑی ہے فقیر جہاں چاہے وہاں جا سکتا ہے یہ ہماری پاکستانی ہے جب مجھے یاد آتا ہے وہ وقت جب سب سے پہلے بہار میں فسادات شروع ہوئے اور جس طریقے سے ان کو کاٹا گیا جس طریقے سے ان کے جوان بھائیوں اور بہنوں کو کنوؤں میں کودنے پر مجبور کر دیا گیا اور آخر ان بہاریوں نے اپنے وطن کی بہار چھوڑ کر بنگال میں اس لئے آئے کہ شاید وہاں بہار ہو مگر بدقسمتی سے وہ خزاں میں پھنس گئے میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات بتا دوں کہ جب فسادات پر قریب سے ایک ڈانڈ گیا جس میں کرامت خان صاحب موجود تھے وہ زندہ ہیں اور ایک ارباب عبدالغفور صاحب تھے ہمارے دو مسلمانوں کے کٹے ہوئے سر صندوق میں ڈال کر پشاور کے چوک یادگار میں لوگوں کو دکھائے کہ یہ ہیں وہ مسلمان جن کے ساتھ اہنسا کے پجاری یہ سلوک کرتے ہیں۔ ہندو مسلم بھائی بھائی کہنے والے مسلمانوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں اور وہ سر چوک یادگار میں اس وقت پشاور میں موجود تھے سب لوگوں نے ان کو دیکھا لیکن ان لوگوں پر کچھ اثر نہیں ہوا جو یہی کہتے تھے کہ ہندو مسلم بھائی بھائی جناب یہ مسئلہ بھی نکھڑے ہو جاتا مگر اس میں دیر اس واسطے لگی کہ جب ۱۹۷۰، ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش ہم سے الگ ہو گیا اور وہ لوگ ادھر ادھر آ گئے۔ ان کو ہم نے ادھر چھوڑ دیا۔ جناب والا! اس ضمن میں سب سے پہلے ۱۹۷۳ء میں ہندوستان اور بنگلہ دیش میں ایگریمنٹ ہوا جس کی رو سے یہ طے پایا کہ یہ پاکستانی stranded پاکستانی وہاں جائیں گے اور بنگلہ دیشی وہاں سے بنگلہ دیش

آئیں گے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے پھر انڈیا اور پاکستان کا ایک ایگریمنٹ ہوا اسی میں ۲۸ ۸/۷۲ کو جس میں اس وقت کی بھارانی کا جو نمائندہ تھا پی این ہکسر اور ہمارے عزیز صاحب انہوں نے تین چار دن گفتگو کرنے کے بعد ایک دس نکاتی معاہدہ کیا اور اس دس نکاتی معاہدے میں

جو operative clause 3 ہے وہ میں بیان کرتا ہوں

"Simultaneously the repatriation of all Bengalis in Pakistan and all Pakistanis in Bangladesh to their respective countries will commence".

جناب اس وقت کچھ بہاری یہاں لائے گئے، کچھ وہاں رہ گئے پھر ان بقایا لوگوں کے لئے ایک ٹرسٹ بنایا گیا دس جولائی ۱۹۸۸ کو جس میں پاکستان گورنمنٹ نے اپنی طرف سے ۵ کروڑ روپیہ دیا اور دوسرے مسلم ممالک نے اس وقت ۵ کروڑ روپے کا چیک دیا اور یہ طے پایا کہ اس کے لئے ساڑھے پانچ ارب روپیہ جمع ہوگا جس کے استعمال سے ان پاکستانیوں کو پاکستان لایا جائے گا اور یہاں آباد کیا جائے گا مگر اس پر عمل ابھی باقی ہے اب میں نے سنا یہ تھا کہ کراچی ڈیکلریشن میں جو کہ موجودہ حکومت پی پی پی اور ایم کیو ایم کے مابین ہوا ہے اس میں بھی یہ مسئلہ طے پایا ہے جتوئی صاحب نے اس طرف اشارہ کیا تھا کہ وہ ایسا کوئی مسئلہ ہے لیکن میں کاظمی صاحب کے ایک اخباری بیان کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا اس سے انہوں نے انکار کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ایسا کوئی معاہدہ ان سے نہیں کیا گیا تھا کہ بہاریوں کی وطن واپسی کے سلسلے میں کچھ کریں گے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے معاہدے پر پ پ پ کی طرف سے حفاظت کے بارے میں بھی سننے میں آیا ہے اب اس مسئلے کو کیسے حل کریں گے کاظمی صاحب کا جواب یہ تھا کہ میں نہیں سمجھتا کہ بہاریوں کے بارے میں پی پی پی اور ایم کیو ایم کے مابین کوئی معاہدہ ہوا ہے کہ بنگلہ دیش سے بہاریوں کو لا کر سندھ میں بسایا جائے بہاریوں کی واپسی کا کوئی فیصلہ ہوگا تو ظاہر ہے قومی مفاد کے پیش نظر ہوگا۔ بہاریوں کو پہلے بھی پی پی پی ہی لائی تھی مسئلہ انہیں صرف لانے کا نہیں آباد کاری اور روزگاری کا بھی ہے ویسے ۳۰ لاکھ افغان مہاجر بھی پاکستان میں بس رہے ہیں اب یہ قومی مہاجر بھائیوں کے لئے ہے کہ انہوں نے جو معاہدہ اس مخلوط حکومت کے ساتھ کیا ہے اس کی شرائط کیا ہیں اگر

[Akhunzada Behrawar Saeed]

واقعی انہوں نے ایسا معاہدہ کیا ہے تو وہ کوشش کریں کہ وہ اس پر پابند رہیں اور اگر اس نے ایسا معاہدہ نہیں کیا تو مرضی ان کی ہے جناب والا یہ ایک انسانی ہمدردی کا مسئلہ بھی ہے پاکستان میں اگر ہم ۳۵ لاکھ مہاجرین کی خدمت کر سکتے ہیں اور اب انشاء اللہ وہ جانے والے ہیں تو کیا اڑھائی لاکھ ہمارے ہماری بھائی ، وہ لوگ جو سب کچھ قربان کر کے پاکستان آنا چاہتے ہیں ان کے لئے کچھ نہیں کر سکیں گے ، یہ بات ضرور ہے کہ جو سندھ کا خدشہ ہے اس کو مدنظر رکھا جائے ان کے آنے سے پہلے ان کی رہائش کا انتظام کیا جائے ان کی روزی کمانے کے ذرائع تلاش کئے جائیں اور پھر بعد میں ان کو یہاں لا کر آباد کریں اور ایسا کوئی قانون تیار کیا جائے جس سے کہ وہ مکان جس میں کوئی آدمی رہتا ہو نہ وہ ٹرانسفر کر سکے نہ وہ کسی طریقے سے alienate کر سکے اور وہ جس علاقے میں آباد کئے جاتے ہیں وہیں آباد رہیں وہ کراچی میں نہ جائیں ۔

دوسری عرض جناب والا ! میں یہ کروں گا کراچی پر واقعی بڑا بوجھ ہے اور یہ بوجھ اس واسطے ہے کہ کراچی ایک پورٹ ہے یہ پورٹ ۱۹۴۷ میں بھی تھی لیکن اس کو اگر کوئی بڑے فخر سے کہتا ہے کہ انہوں نے آباد کیا تو اس میں سارے پاکستان کا پسینہ اور خون شامل ہے ہم بھی گئے وہاں مزدوری کر کے اس کو آباد کیا ، پنجاب بھی گیا ، بلوچستان بھی گیا اور خود سندھی بھی گئے تو یہ کراچی ہمارا بھی شہر ہے ہمارے خون سے بنی ہوئی یہ بڑی بڑی عمارتیں یہ ہمارے خون سے بنی ہوئی ہیں ہماری محنت سے بنی ہوئی ہیں ایک اصول ہے dispersal of population آباد کیا کراچی ہی ہمارے پاس ایک پورٹ ہے ہمارے پاس تو پورٹ قاسم ستارہ مل کے قریب ہے اس کو کیوں نہیں develop کیا جاتا ۔ اس سے آگے گوادر ہے بلوچستان کا بارڈر ہے اس کو کیوں نہیں ڈویلپ کیا جاتا اس پر توجہ دی جائے پھر اگر ان کو ڈویلپ کریں تو کراچی والے ناراض ہوں گے ۔ یہ کارخانے وہاں جائیں گے وہاں شپ یارڈ بنیں گے وہاں پر شپ آئیں گے باہر سے مال اترے گا ۔ کراچی سے بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا اور دوسرے ذرائع بھی تلاش کئے جائیں گے اس وقت ہمارے چھوٹے صوبوں میں کارخانے لگائے جائیں ایسے چھوٹے چھوٹے کارخانے اور کاروباری ہنرمند اور کاروباری ذرائع بنائیں جائیں وسائل

پیدا کیے جائیں جس سے اس صوبے کے لوگ کام کراچی پر وہ بوجھ نہ ڈالیں تو کراچی کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا اور اس پر بوجھ نہیں پڑے گا سندھ پر بھی اس سے بوجھ نہیں پڑے گا مجھے بڑا افسوس ہے اور میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آخر وہ کونسے محرکات ہیں کہ ۱۹۴۷ء میں جب سندھ میں مہاجر داخل ہوئے تو سندھیوں نے ان کو سینے سے لگایا ان کو اپنے مکان خالی کر کے دیئے۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہرہ ور صاحب ایک منٹ رہ گیا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب یہ گھڑی کیسی ہے یہ تو رکشے کے میٹر سے بھی تیز چلتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ باہر کی بنی ہوئی ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ایک منٹ والی بات۔ تو جناب بڑا مشکل ہو گا میں تو آپ سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ یہ گورنمنٹ bound ہے کہ اس معاہدہ پر عمل کرے اور اس سے انحراف کرنے کی وہ کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ ان کی عادت ہے تو میرے خیال سے وہ کوشش کامیاب نہیں ہو گی اگر وہ دو آئین بنا سکتے تھے "ادھر تم ادھر ہم" کا نعرہ لگا سکتے تھے اب جو ادھر ہے اس کو ادھر سے آئیں یہ ان کی پابندی ہے اخلاقی بھی سب کچھ بھی۔ یہ اِدھر اُدھر والے معاملے یہ بھی ادھر ہے۔ جناب والا! میں آپ کے حکم کی تعمیل کر کے۔۔۔

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: Point of order, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: طارق رحیم صاحب میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

No point of order will be entertained.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! میں بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ ٹائم کی طرف جاتے ہیں تو میں یہی عرض کروں گا اپنے دوستوں کو۔

تیری دعا ہے ہو پوری آرزو تیری
میری دعا ہے تیری آرزو بدل جائے

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، ڈاکٹر بشارت صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman Sir. I am aware of the fact that we are desparately short of time or at least you are, Sir. So, I shall be very brief.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much.

Dr. Bisharat Elahi: We are discussing an issue which should not be discussed. What are we discussing? Are the stranded Beharis Pakistanis or are they not Pakistanis? This is the basic issue. If they are Pakistanis, then what are we discussing? They have every right as you, me and everybody else — to be in Pakistan. The other issue and with all due respect to my Senator friends from the province of Sindh, we fully realize and we fully endorse their point of view. We know that Sindh has been a troubled province and they have a lot of problems in their province. We would not like to add to their problems. But Sir, that is not an argument against bringing these Pakistanis from Bangladesh to Pakistan. I would earnestly urge this House to be very objective in this issue and not be carried away by any motions or sentiments. Sindh is a part of Pakistan. It is perhaps the most important part of Pakistan. As rightly my friend Akhunzada Behrawar Saeed has said here, باب الاسلام کہتے ہیں ہم اسے

And we have all the respect for our Sindhi brethern and we would like to see them happy. I am not saying in the least that all these Beharis should be sent to Sindh but then again Sir, anybody who enters Pakistan is by law free to go anywhere he wants which would eventually mean that the possibility of pressure increasing on Sindh cannot be ignored. This is a basic policy which should be deliberated by the Government. More opportunities for jobs should be provided in other provinces so that the pressure on Sindh can be released. It is possible if opportunities are available in other provinces. People who are these (Sindh) form other provinces may like come back to their own provinces thereby relieving pressure on Sindh itself.

Another very important issue to which I would like to draw the attention of the Government today is and I must, before I say anything about it, admit that it is not their doing. So, what I am saying, it should not be taken as a criticism. Our friends from Sindh have drawn the attention of the House to this uninterrupted influx of Burmies, Banglaies, Indians, Iranians and Sri Lankans into the province of Sindh and all these people have entered Pakistan as illegal persons. The Government should immediately take some steps to do

something about it. The previous Government has been complacent. I hope that the present Government will be more vigilant and will take some steps to rectify this wrong that has been done. In the end Sir, once again I would like to confirm and affirm that we all agree that these people are Pakistanis that is the essence of the whole issue. No Pakistani can be denied the right of entering into Pakistan. Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui.

جناب محمد محسن صدیقی: جناب چیئرمین! اس موضوع پر جن نکات پر ابھی تک روشنی نہیں ڈالی گئی اور وقت کی کوتاہی کی بنا پر میں کوشش کروں گا کہ مختصراً ان پر بات کروں یہ مسئلہ اس ایوان میں ۸۵ء میں آپ کے علم میں آیا اور اس ایوان نے ایک unanimous ریزولیوشن پاس کیا جس کا متن یہ تھا۔

"That this House expresses its complete sympathy and concern for the Beharis living in makeshift camps in Bangladesh and recommends to the Government to make effective arrangements for their early repatriation and permanent rehabilitation in Pakistan.

(The motion was unanimously carried)."

This is the Senate Debates dated 17th December 1985. Now, in this debate Maulana Kausar Niazi moved the resolution and about a dozen people spoke in which your good name is also there and you supported and you very fervently pleaded that they are Pakistanis, and they have a right to come here. Now, after this substantive resolution this adjournment motion is nothing but a negation of the unanimous verdict of this House and it cannot be debated whether they are entitled to come or not, they are entitled to come. In pursuance of this resolution the Government of Pakistan entered into an arrangement with 'Rabita' and then an agreement was signed with the 'Rabita' in which twenty five crores of rupees were given. This agreement was made on 9th of July 1988 and this clearly provides that all funds will be arranged through Rabita and Pakistan Government and that the people who will be brought here they are not brought to Karachi. They will be brought to Lahore and from here they will be distributed to the various places and destinations which

[Muhammad Mohsin Siddiqui]

will be predetermined. Therefore, the intention shown or the suspicion expressed by my friends from Sindh is all together unfounded and as my friend Mr. Behrawar Saeed has said that they should be given here lands, buildings from the funds that are being collected through Rabita and they should be non-transferable, therefore, that will be a greater check for them to move anywhere-else leaving their own allotted and owned things. Secondraw your attention is that Mr. Aijaz Jatoi, a young man of course, I was very patiently hearing his speech and the only question I put to him as to what is your age? And he said that he was born on 25th of December, 1954. Now, I am a person — living person here, I attended all the Muslims.............

(Interruption)

Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi: Point of order.

Mr. Deputy Chairman: I am sorry, I do not allow any point of order. I did not allow any point of order Jatoi Sahib when you were speaking.

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! وہ ایک پرائیویٹ ممبر ریزولیوشن پاس ہوا تھا، وہ کوئی ہاؤس کا ریزولیوشن نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں، بعد میں کوئی صاحب جواب دے دیں گے

جناب محمد محسن صدیقی: میں عرض کروں گا کہ بے چینی کی کوئی بات نہیں ہے، میں نے مسلم لیگ کے تمام سیشن ۱۹۳۵ سے لے کر ۱۹۴۷ attend کئے ۔۔ ۱۹۴۰ کے سیشن کا جو حوالہ دیا اور پاکستان کے ریزولیوشن کا حوالہ دیا۔ جس کا انہوں نے ذکر کیا اور اس دوران وہ یہ بھول گئے کہ پاکستان کے ریزولیوشن پر قائداعظم کی تقریر کیا تھی جو موور تھے فضل حق، ان کی کیا تقریر تھی۔ seconder جو تھے ان کی کیا تقریر تھی، اور انہیں نے کیا کہا تھا؟ کس طرح demand کیا تھا؟ انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں برصغیر ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے لئے وطن چاہیئے اور اس وطن کی boundary طے نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ یہ کہا گیا تھا۔

Muslim majority provinces and areas.

اس تقریر کے حوالے سے میں آپ کو یہاں تک یاد کراؤں کہ یہاں بہت سارے ہمارے دوست ہیں ۔۔ فضل حق نے تو یہاں تک کہا تھا کہ اگر کبھی minority کے علاقے میں بسنے والے مسلمانوں پر کوئی ظلم کیا گیا تو ہم میجارٹی صوبوں والے اس کا بدلہ لیں گے اور یہ پورے ملک میں acclaim ہوا ہے اور قائداعظم نے کہا تھا کہ ہماری demand territorial basis پر نہیں ہے ۔ بلکہ ہماری demand two nation theory کی بنیاد پر ہے اور قائداعظم اور گاندھی، کی جو correspondence ہوئی ہے، اس میں سے میں آپ کو تھوڑے سے اقتباسات پڑھ کر سناتا ہوں۔ کیونکہ یہ ہیں تو بہت سارے اتنی فرصت آپ کو بھی نہیں ہے اور نہ ہی ہاؤس کو ہے ۔ یہ سارا مواد printed ہے، اور میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ یہ اکیڈیمی قائداعظم کے مزار کے سامنے ہے وہ جا کر اس سے متعلقہ تمام لٹریچر پڑھ لیں اس سے پہلے کہ کسی جزوی بات کو غلط طور پر اس ہاؤس کے سامنے پیش کریں ۔

قائداعظم نے کہا تھا کہ

"Pakistan is demanded on the premises that the Muslim of India whereeever they may be constitute a nation by themselves and the Muslim; Quaid-i-Azam wrote, right of self-determination as a nation and not as a territorial unit"

It seems to me (He writes to Mr. Ghandhi) that you are labouring under some misconception of the words 'self-determination' apart from the inconsistencies and the contradiction of the various position that you adopted in the course of your correspondence as indicated above. You have not appreciated our point of view that we claim the right of self-determination as a nation not as a territorial unit and that we are entitled to exercise our inherent right as a Muslim nation which is our birth right. Whereas you are labouring under the wrong idea that self-determination means only that of a territorial unit which by the way is not democratic, not defined and there is no union of Federal Constitution of India to force it."

Apart from this he made his speech in Lucknow session, he made his speech in Patna session, he made his speech in Allahabad session, he made his speech in Bombay session and all subsequent sessions including the session that was held at the eve of the creation of Pakistan in Imperial Hotel, Delhi when he said and he said in Urdu

[Muhammad Mohsin Siddiqui]

کہ مسلمانوں ہم تمہیں مبارک باد دیتے ہیں، تمہارے لئے ہم نے آج وطن بنا دیا ہے اور اس کے بعد جیسے ہی پاکستان بنا ہے عید الضحیٰ کے موقع پر انہوں نے ۱۸ اگست ۱۹۴۷ کو ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں، پاکستان تمام minority کے صوبوں کے مسلمانوں کی قربانی سے بنا ہے، ان کے خون سے اس کی آبیاری کی گئی ہے۔ اور آج یہ تمہارے لئے مقدس امانت ہے، اور وہ لوگ جو اس ملک میں نہیں آ پائے ہیں۔ ان کو بھی پاکستان پر اتنا ہی حق ہے جتنا تمہیں ہے۔ وہ تمہارے بھائی ہیں۔

اس کے بعد ۱۹۴۷ میں ایک دوسرے موقع پر قائداعظم فرماتے ہیں جب انہوں نے ۱۲ فروری ۱۹۴۸ کو بنگال آرمی کی foundation رکھی ہے اس وقت بھی انہوں نے اسی چیز کو دھرایا۔ اس کے بعد

Message to the nation on the occasion of the 1st anniversary of Pakistan on 14th August.

اس میں بھی بالکل صاف اور واضح الفاظ میں کہا ۔۔۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جتوئی صاحب، میں نے پہلے ہی گزارش تو کر دی ہے ۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب اعجاز علی خان جتوئی: یہ کون سے موشن پر بات کر رہے ہیں۔۔ چونکہ ایک موشن which was moved in 25th of January وہ ہے جو ہم نے دیا ہے اور وہ یہ ہے

"On the Government decision to repatriate stranded Beharis to Pakistan."

اور دوسری موشن جو قاضی حسین احمد صاحب نے دی ہے۔

"On the spread of epidemic in camps of stranded Beharis in Bangladesh."

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، نہیں، پہلے پر بات ہو رہی ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب "یہ موشن" ان کو repatriate کرنے کی بات ہی نہیں کرتی ۔ جو وہاں کیمپوں میں ہیں ان کی حالت کے بارے میں ہے ۔۔۔۔

جناب محمد محسن صدیقی: آپ نے تو پاکستان کی تاریخ کی شکل کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پتہ نہیں ہے کہ کون سی موشن پر بات کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب محمد محسن صدیقی: ہم کسی کو یہ اجازت نہیں دیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اعجاز صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: جناب یہ irrelevant باتیں نہ کریں۔

جناب محسن صدیقی: جناب عالی! انہیں روکا جائے۔ یہ میرے وقت کو برباد کر رہے ہیں

جناب ڈپٹی چیئرمین: جتوئی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میری یہ گزارش ہے۔۔۔۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: وہ جناب قرارداد پاکستان کو صحیح طور پر پیش نہیں کر رہے ہیں وہاں پر تو Independence sovereign state بھی لکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے جو کہنا تھا وہ آپ نے کہہ لیا ہے۔ آپ کو اس کا پورا موقع دیا گیا تھا۔ اسی لئے میں نے تمام معزز اراکین سے درخواست کی تھی کہ وہ ایک دوسرے کو interrupt نہ کریں۔ اگر آپ کا کوئی point of view رہتا ہے تو اسے یہاں دوسرے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں وہ اٹھالیں ورنہ اس طرح تو یہ debate چل نہیں سکے گی۔

محسن صدیقی صاحب ان بہاریوں کی بات کر رہے ہیں جس کے بارے میں ریزیلیوشن موو ہوا ہے۔ لیکن اگر ان کی حالت کے بارے میں جنہیں کوئی دیکھ کر آیا ہے۔ کہ وہ خراب ہے تو ساتھ ساتھ بیان تو کریں گے۔ یہ related بات ہے۔

جناب محمد محسن صدیقی: Exactly۔ اب جب یہ پاکستان بنا تھا تو ان بدنصیبوں نے جنہیں آپ بہاری کے نام سے یاد کرتے ہیں، مشرقی پاکستان کو اس لئے ترجیح دی کہ وہ بہار کے ساتھ تھا۔ جب تک پاکستان رہا انہوں نے کبھی مغربی پاکستان میں آنے کی خواہش یا تمنا نہیں کی۔ جب پاکستان ہماری بدنصیبی سے، ہمارے رہنماؤں کی کچھ غلطیوں سے ٹوٹا تو ان کو یہ option

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

دیا گیا ۱۹۷۲ میں، جناب بھٹو صاحب کے زمانے میں، کہ آیا آپ بنگالی ہونا چاہتے ہیں یا آپ پاکستانی رہنا چاہتے ہیں اور آیا آپ پاکستان آنا چاہتے ہیں، اس کے بعد انہوں نے option دیا اور اس کے بعد پانچ categories بنادی گئیں۔ اس categories کے حساب سے، ایک phased پروگرام کے تحت۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: I have to request time and again, not to raise points of order please.

جناب محمد محسن صدیقی: ایک phased پروگرام کے تحت ان کو پاکستان میں لایا جائے گا اب اس phased پروگرام کے تحت ایسے لوگ جو مغربی پاکستان کے رہنے والے تھے، گورنمنٹ ملازم تھے، اور ایسے لوگ جو وہاں پر migrate ہو کر گئے تھے، اور پاکستان کے لئے گئے تھے، ان سب کی لسٹ بنی، اب اس میں سے صرف ۴۰۰۰ آدمی وہاں رہ گئے ہیں۔ باقی مر گئے، دفن ہو گئے، یا کہیں دوسری جگہ پر چلے گئے۔ ان کے آنے میں کس کو تکلیف ہے یہ وہ لوگ ہیں جو آج بھی کسی معاشرے کے اوپر کبھی بوجھ نہیں بن سکتے۔ یہ سب محب وطن ہیں یہ سب پڑھے لکھے لوگ ہیں۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محسن صاحب، ایک منٹ رہ گیا ہے۔

جناب محمد محسن صدیقی: جی، میں ابھی اپنی گزارشات ختم کئے دیتا ہوں۔۔۔ اور ان کے لئے جب پورے پنجاب کی طرف سے ایک offer موجود ہے اور خود پچھلی گورنمنٹ نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ انہیں لاہور لایا جائے گا اور رابطہ کے فنڈز سے ان کے لئے مکان بنائے جائیں گے ان کے لئے کارخانے بنائے جائیں گے اتو اس سے ہمارے دوستوں کو کیا تکلیف ہے۔ اور یہ کس طریقے سے تکلیف کا باعث ہیں۔

جناب والا! جیسے کہ میرے دوست طارق چوہدری صاحب نے کہا کہ کراچی میں ۸/۹ لاکھ illegal immigrant ہیں، میں بڑا خوش ہوتا کہ اگر میرے بھائی جتوئی صاحب یا قاضی صاحب، یا ہمارے بجارانی صاحب ان کے خلاف ایک آواز بلند کرتے، ہم ان کے ساتھ ہم آواز ہوتے، ہم کہتے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: No cross talk please. Mohsin Sahib please wind up.

جناب محمد محسن صدیقی: میں جناب وائنڈ اپ کر رہا ہوں۔

پھر جناب بحرانی صاحب نے ایک عجیب دلچسپ بات کہی کہ وہاں اب بھی لوگ اپنے آپ کو "لکھنوی"، "دہلوی" کہتے ہیں۔ ارے بھائی یہ تو اسلام میں ہے کہ آپ فرقے یا مقام سے پہچانے جائیں گے۔ مگر اس سے آپ کی قومیت پر فرق نہیں پڑتا ہے آپ کسی کسی قبیلے سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں جیسے میں صدیقی کہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: محسن صاحب ختم کرنے کی کوشش کیجئے۔

جناب محمد محسن صدیقی: یا ان ناموں سے کوئی بدگمانیاں آپس میں پیدا نہیں کرنی چاہئیں ہم سب مسلمان ہیں ہم نے اسی اسلام کی بنیاد پر یہ ملک بنایا ہے۔ بنیاد کی یہ خشت اول ہے یہ پہلی اینٹ ہے پاکستان کی اگر آپ نے خدانخواستہ اس کو ہلایا تو پاکستان قائم نہیں رہے گا میرے دوست جنہیں آپ بہاری کے نام سے ذلیل کرنا چاہتے ہیں یہ وہ پاکستانی ہیں یہ وہ جانباز پاکستانی ہیں جنہوں نے وہاں بنگلہ دیش میں رہ کر بھارتی فوج کے ساتھ جنگ کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پاکستان کے لئے اپنے جان و مال کی قربانی دی یہ وہ لوگ ہیں جو تین مرتبہ تباہ ہو چکے ہیں اور یہ آج بھی اس امید پر بیٹھے ہیں۔ آج بھی آسمان کی طرف ان کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں دست بدعا ہیں کہ ہمیں کسی طریقے سے اس سرزمین پر۔ جس کے لئے ہم نے سب قربانیاں دی ہیں واپس بلایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی محسن صدیقی صاحب۔ جناب مظہر علی صاحب۔

سید مظہر علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم قومی امور پر اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ یہ مسئلہ تو پوری قوم کا ہے لیکن سندھ کا اور کراچی کا اس سے ذرا زیادہ تعلق ہے اس مناسبت سے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے تھوڑا سا زیادہ وقت عطا فرمائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ میرے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔ ایوان کے اراکین کر سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

سید مظفر علی : جناب والا! یہ مسئلہ موجودہ حکومت کو ورثے میں ملا ہے۔ یہ ان کی غلطی نہیں ہے۔ یہ نئی حکومت ہے۔ ہمیں اسے سیاسی مسئلہ نہیں بنانا چاہیئے بلکہ انسانی بنیادوں پر حل کرنا چاہیئے اور اسے انسانی بنیادوں پر حل کرنے کیلئے ہمیں اپنے سندھی بھائیوں کے خدشات اور شکوک و شبہات کو دور کرنا چاہیئے۔ یہ نہایت ضروری چیز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ رہتے ہیں اور ایک کشتی میں سوار ہیں۔ ہمارا جینا مرنا ان کے ساتھ ہے ہمیں ان کو ساتھ لے کر چلنا پڑے گا۔ میں نے بہت غور سے اپنے سندھی بھائیوں کے خیالات اور دلائل سنے اور مجھے ان کے نیک نیتی پر مبنی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے یہ اور بات ہے کہ جو حقائق ان تک پہنچے ہیں وہ شاید حقیقت کے اتنے قریب نہ ہوں اور شاید کبھی نعرہ لگ گیا ہو اور اس نعرہ کو adopt کر لیا گیا ہو۔ جو مجھے اندازہ ہوا ہے اپنے بھائیوں کی تقاریر سے وہ یہ ہے کہ دراصل مسئلہ stranded Pakistanis کا نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چالیس سال پہلے جب ہم لوگ آئے تھے اور سندھی بھائیوں نے ہم پر مہربانی کی تھی کچھ ایسی چیزیں اس عرصے میں ہوئی ہیں کہ وہ آج ہم سے ناراض ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جو دلوں میں باتیں ہیں وہ باہر آئی ہیں اور ہمیں ان مسائل کو حل کرنا ہے۔ سینیٹ محبت کا منبع ہے۔ یہاں بیٹھ کر ہم مسئلوں کو حل کریں گے۔ سندھ کے لوگ اعلیٰ ظرف اور بلند حوصلہ ہیں انہوں نے چالیس سال پہلے ہمیں اپنے گھروں میں پناہ دی تھی۔ ان کا ہم پر احسان ہے۔ لیکن آج وہ ہم پر کتنے ناراض ہیں۔ ان کو لاکھوں ایرانی افغانی برمی سیلونی اور خصوصاً پانچ لاکھ بنگالیوں کی کراچی میں آمد پر اتنا اعتراض نہیں ہوا۔ لیکن محصورین بنگلہ دیش کے سندھ تو کجا پنجاب آنے پر سخت اعتراض ہے۔ میرے بھائیوں نے کچھ چیزیں اپنی تقاریر میں کہی تھیں۔ میں کوشش کروں گا کہ ان کا کچھ جواب دے سکوں۔

سب سے بڑا مسئلہ تھا سندھی کلچر کا ختم ہونا اور نئے سندھیوں کا سندھی کا زبان کا نہ سیکھنا۔ کلچر ایک جامد چیز نہیں ہے۔ یہ وقت کے ساتھ آہستگی سے بدلتا ہے۔ ہمارے آنے سے پہلے عرب بلوچ افغان پٹھان پنجابی آکر اندرون سندھ آباد ہوئے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ سندھی کلچر اپنایا اور مگر ساتھ ساتھ تھوڑا سا ان میں فرق بھی قائم رہا آج بھی بہت سے علاقوں میں سرائیکی زبان بولی جاتی ہے۔ بہت افغان گھرانوں میں کافی دن پہلے تک فارسی اور پشتو بولی جاتی تھی اگرچہ آج وہ ایک ہوگئے ہیں مگر تھوڑا بہت ان میں فرق ہے اور ایک اور بھی بات ہے کہ سندھ کی جو صورت حال ہے وہ ایک اندرون سندھ کا علاقہ ہے اور ایک کراچی شہر ہے جس میں تقسیم ہند سے پہلے بھی۔ بوہرے، میمن، خوجے، پارسی، گوانی، کچھی، مکرانی، ایرانی، افغانی پٹھان اور پنجابی بستے تھے ان کا کلچر اتنا سندھی بھائیوں کے قریب نہیں آسکا بہ نسبت ان لوگوں کے کہ جو اندرون سندھ رہتے تھے۔ یہی صورت حال آج بھی ہے جو مہاجرین اندرون سندھ رہ رہے ہیں انہوں نے زبان بھی سیکھی ہے آپس میں رابطے قائم ہوئے ہیں شادی بیاہ ہوئے ہیں مگر جو کراچی میں ہیں ان کو چونکہ اتنا موقع نہیں ملتا تو وہاں پر اتنا ربط نہیں بڑھتا اتنا میل جول وہاں نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود کلچر تبدیل ہو رہا ہے مہاجرین کا سندھیوں پر اور سندھیوں کا مہاجرین پر اثر ہو رہا ہے اور اس کا بڑا اچھا مظاہرہ جناب بجارانی صاحب اور جناب جتوئی صاحب کی اردو میں تقاریر تھیں جو میری تقریر سے بہت بہتر ہیں جب دو دریا آپس میں ملتے ہیں ان کے مختلف رنگ ہوتے ہیں وہ تھوڑی دور ساتھ مختلف رنگوں سے چلتے ہیں آہستہ آہستہ ملنا شروع کرتے ہیں اور تھوڑی دور جاکر وہ ایک ہو جاتے ہیں اسی طریقے سے انشاءاللہ تعالیٰ سندھ صوبے میں بھی ہوگا کہ ہم لوگ جو وہاں آئے ہیں دوسروں کی طرح سندھی بھائیوں سے انشاءاللہ تعالیٰ اسی طریقے سے مل جائیں گے اور افہام و تفہیم کے ذریعے اس مسئلے کو حل کر لیں گے۔

اس کے علاوہ جو اور بہت سے مسئلے ہیں جس کی وجہ سے سندھ میں حالات خراب ہیں اور بد سے بدتر چلے جا رہے ہیں ہمیں حل جل کر ان مسئلوں کو بھی

[Syed Mahzar Ali]

حل کرنا ہے۔۔ ایک بات یہ کہی گئی کہ چالیس سال کے بعد بھی ہم اپنے آپ کو مہاجرین کہلوا رہے ہیں اور لکھنوی اور دہلوی لکھتے ہیں۔ تو جناب اس سلسلے میں میں آپ سے عرض کروں گا کہ صدیقی عثمانی فاروقی اور انصاری کا تو عرب سے رشتہ ہے وہ بھی آج تک استعمال ہو رہے ہیں تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں جیسے محسن صدیقی صاحب نے فرمایا تھا آج بھی کراچی میں لوگ اپنے آپکو تبریزی کہتے ہیں پٹھان بھی کہتے ہیں درانی عراقی مکرانی ایرانی کہتے ہیں یہ اپنی شناخت کے لئے ہے اگر مہاجرین اپنے آپ کو مہاجر کہتے ہیں تو کسی بری نیت سے نہیں کہتے صرف شناخت کے لئے کہتے ہیں کہ یہ مہاجرین وہ ہیں جو سندھ میں آباد ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ بھی وقت کے ساتھ ساتھ فرق کم ہوتا جائے گا ایک بات جتوئی صاحب نے فرمائی تھی کہ کراچی میں سندھی لڑکوں کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے اور شاہ جو رسالو کی بے حرمتی کی گئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں اس واقعہ کی مذمت کرنی چاہیئے اور جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے مگر ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اندرون سندھ میں بھی کچھ اس قسم کے واقعات نے سندھیوں کے ساتھ ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں ہمارے سندھی بھائیوں کو ان کی بھی مذمت کرنی چاہیئے اور بعض جگہ پاکستانی جھنڈا جلانے کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مذمت ہم سب کو مل کر کرنی چاہیئے۔ ہم یہاں سے کچھ سینیٹرز (جب یہ تحریک پیش ہوئی سینیٹ میں) تو بنگلہ دیش میں گئے اور وہاں انہوں نے کیمپس کی حالت زار دیکھی جناب عالی! میرا خیال تھا کہ شاید وہ جانوروں کی طرح رہ رہے ہیں مگر نہیں وہ جانوروں کی طرح نہیں بلکہ کیڑے مکوڑوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ غربت بھوک بیماری بیچارگی اور اس تین سیر آٹے کا انتظار کہ جس پر پورا مہینہ گزارنا ہے مائیں اپنے بلکتے ہوئے بچوں کو دیکھتی ہیں نوجوان نیم برہنہ سہمی ہوئی لڑکیاں اغوا کے ڈر سے گھروں میں بیٹھی رہتی ہیں بے نور آنکھوں والے بچے اور پتھرائی ہوئی آنکھوں والے بوڑھے ہم سے انصاف مانگ رہے ہیں۔

جناب عالی! پاکستان آنے کے انتظار میں ان کی ایک نسل ختم ہو گئی۔ ان کی جگہ صحت بیتیں

اور ذلتیں برداشت کرنے کے لئے اب دوسری نسل نے لی ہے۔ محصورین کو کس بات کی سزا مل رہی ہے۔ کیا وطن کا دفاع جرم ہے کیا ملک کے لئے جانوں کی قربانی دینا جرم ہے کیا اپنے جھنڈے کو سربلند رکھنا جرم ہے۔ کیا پاکستان کا نام لینا جرم ہے۔ کیا ہم مستقبل کے سرفروشوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وطن عزیز کے لئے قربانی دینے والوں کا حشر یہ ہوتا ہے اور صرف ان کو ہی سزا نہیں ملتی ان کی ایک نسل کو سزا نہیں ملتی نسل در نسل سزا ملتی ہے ۔ محصورین کے ایک تھکے ہوئے بزرگ لیڈر نے جس کی سفید ڈاڑھی آنسوؤں سے تر تھی انہوں نے ہمارے وفد سے کہا کہ اگر آپ نے حق کے لئے آواز بلند نہ کی تو خدا کی قسم میں حشر کے دن آپ کا دامن پکڑوں گا ۔

الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں اور روز حشر پر ایمان رکھتے ہیں ۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ہم افہام و تفہیم سے اس مسئلے کو حل کر کے حشر کے دن اپنے دامنوں کو بچا لیں گے اور محصورین کے عذاب کو ختم کرنے کے لئے جلد اقدامات کریں گے۔ میرے دوست بھائی اور قابل احترام بزرگ سینیٹر جناب قاضی صاحب نے کچھ facts and figures دیئے تھے میں بڑی قدر کرتا ہوں ان کے facts and figures کی میں آنکھوں مان لیا کرتا تھا مگر اس دفعہ میں نے ذرا اس پر غور کیا آپ نے فرمایا تھا کہ پانچ سو ملین ڈالرز لگیں گے ان کو ٹرانسپورٹ کرنے میں اڑھائی لاکھ محصورین کو پانچ سو ملین ڈالر ایک ہزار کروڑ ہوتے ہیں ۔ اگر اڑھائی لاکھ کو تقسیم کیا جائے تو چالیس ہزار روپیہ فی آدمی آتا ہے جب میں سمجھتا ہوں کہ دو ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہوگا اسی طریقے سے وہاں جو خاندان ہیں وہ ۴۰ سے ۵۰ ہزار ہیں اگر دو ہزار کروڑ کو اس سے تقسیم کریں تو چار لاکھ روپے قاضی صاحب کے مطابق ان کی آباد کاری پر خرچ ہوگا میرا تھوڑا سا کنسٹرکشن سے اور ڈیویلپمنٹ سے تعلق ہے میں نے بھی کچھ تھوڑا بہت حساب لگایا ہے میرے خیال میں ان کی جو ٹرانسپورٹیشن کاسٹ ہے وہ کل پچاس کروڑ آئے گی ہاؤسنگ کاسٹ دو سو کروڑ اور سپورٹ پچاس کروڑ تو ان کو زیادہ سے زیادہ تین سو کروڑ روپے کی ضرورت ہوگی اب آپ jobs پر آئیے اور اس کو بھی اگر آپ چار سال میں کریں۔ چار سال میں کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ پانچ سے چھ ہزار

[Syed Mahzar Ali]

ایک مہینے میں دیئے جائیں ایک مہینے میں تو یہ اڑھائی لاکھ بڑی آسانی سے آ سکتے ہیں اور اسی طریقہ سے آپ کا جو خرچ ہے ساٹھ ، ستر کروڑ فی سال سے زیادہ نہیں ہو گا جس میں سے تیس کروڑ آچکا ہے اور باقی بھی انشاءاللہ رابطہ عالم اسلام کے ذریعے آجائے گا ، آپ اب jobs کو لیجئے یہ بات کہی گئی تھی کہ ہمارے ہاں نوکریوں کی کمی ہے اس سے پریشر بڑھے گا پچاس ہزار خاندانوں میں پچاس ہزار jobs کی ضرورت پڑے گی اگر چار سال میں یہ لوگ آتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ بارہ ہزار ایک سال میں ایک ہزار ایک مہینے میں اور اگر آپ ان کو پاکستان کے چار شہروں میں تقسیم کر دیں تو صرف اڑھائی سو نوکریاں فی شہر فی مہینہ چاہیئے ہوں گی یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کا حل نہ ہو سکے اگر مسئلے کو حل کرنا چاہیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور یہ مسئلہ شکوک اور شبہات کو دور کرکے فاصلے کم کرکے معیبتوں کو ختم کرکے حل ہو سکتا ہے اس کا حل افہام و تفہیم میں اور محبت کے رشتے دوبارہ استوار کرنے میں ہے اس کا حل جناب عالی شاہ عبداللطیف بھٹائی صاحب کے اشعار میں ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا (شعر سندھی میں) یعنی وہ محبت میں منگ قطاروں میں اڑ رہے ہیں دیکھو پرندے انسانوں سے زیادہ محبت سے سرشار ہیں۔

(سندھی میں شعر)

یعنی وہ اگر تم کو برا کہیں تم جواب نہ دو جو پہل کرتا ہے وہ خطاوار ہوتا ہے دامن میں بغض رکھنے والا کچھ نہیں پاتا مزید فرماتے ہیں۔

(سندھی میں شعر)

یعنی چھریاں کاٹیں سب کو ، چھریوں کو کاٹے کون ، دل سے بیر نکال دے تو چھریاں سب کٹ جائیں۔

(سندھی میں شعر)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ کمان کے تیر سے مجھے نہ مار مجھ میں تو تو ہی ہے کہیں تیر تجھے نہ لگ جائے۔

جناب والا ! اگر افہام و تفہیم سے ہمارے یہ برادرانہ جذبات استوار ہو جائیں گے میں آپ اور آپ

میں ہو جائیں گے تو اقلیت کا، اکثریت کا، شکوک کا اور شبہات کا کوئی امکان نہیں ہوگا اس وقت سندھ میں صورت حال یہ ہے کہ ان حالات کی وجہ سے ایک خطرناک چکر ہو گیا ہے۔ سندھ میں jobs نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان ناراض ہیں کراچی شہر میں نوجوان ناراض ہیں jobs نہ ہونے کی وجہ سے حالات خراب ہو رہے ہیں، حالات خراب ہونے سے جو صنعتکار ہیں وہ صنعتیں نہیں لگا رہے جس کی وجہ سے jobs اور کم ہو رہے ہیں تو یہ صورت حال کسی کے لئے بھی اچھی نہیں ہے اگر ہم محبت سے، افہام و تفہیم سے، صبر و تحمل سے روٹی کی تقسیم پر جھگڑنے کی بجائے کوشش کریں کہ پیداوار بڑھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اتنا کچھ اس ملک میں ہے کہ کوئی جھگڑا نہیں رہے گا کوشش کریں کہ پیداوار بڑھے اور آخر میں میں پھر عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ ہمیں حل جل کر جو ہمارے رہتے ہوئے بھائی ہیں ان کو منا کر حل ہو گا کیونکہ ہمیں ان کے ساتھ رہنا ہے ہمیں ان کے ساتھ جینا ہے ہمیں ان کے ساتھ مرنا ہے، بہت بہت شکریہ جناب والا!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب صوبیدار مندوخیل۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے ہمیں ایک قومی مسئلے پر بولنے کی دعوت دی ہے جناب یہ مسئلہ واحد سندھ کا نہیں ہے، ہمارے پورے پاکستان کا مسئلہ ہے ہم اخباروں میں پڑھتے تھے کہ بہاریوں کے لئے کیا تکلیف ہو رہی ہے بہاریوں پر کیا گزر رہی ہے ننگے ہیں، بھوکے ہیں کس حالت میں ہیں، جناب وہ صرف اخبار کی بیان تک تھا ہم چند معزز اراکین سینیٹ وہاں بنگلہ دیش گئے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا آپ یقین کریں کہ ہم نے ان کی جو حالت دیکھی میں حقیقت بیان کرتا ہوں کہ ہمارے آنسو نہیں رکتے تھے ان کی ایسی افسوسناک حالت ہے کہ بنگلہ دیش میں بھی ان کی پذیرائی نہیں ہو رہی ہے اور ہمارے بھائی بھی کہتے ہیں کہ ان کو یہاں نہ لایا جائے جبکہ انہوں نے پاکستان کا جھنڈا اپنے کیمپوں میں گاڑھا ہوا ہے اور پاکستان کے جتنے بھی قومی دن ہیں وہ مناتے ہیں جناب ہمیں فخر کرنا چاہئے کہ پاکستان سے باہر بھی ہمارے مخلص دوست ہیں ہمیں سندھ کا بھی بڑا احساس ہے

[Mr. Subedar Khan Mandokhel]

ہمارے پنجاب سے بھی لوگ یہاں آئے مہاجر بھی انڈیا سے کراچی میں آکر آباد ہوئے لیکن ان کے متعلق بھی ہمیں سوچنا چاہیئے کہ آیا سندھ میں جو سندھی حضرات بس رہے ہیں وہ ایسا نہ ہو کہ مہمان کیا مہمان تو آ گئے اور میزبان چلے گئے اب پہنچے جناب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ آخر سندھیوں کے لئے بھی روزگار اور معاش کے مواقع ان کے ہاتھ سے نہ جائیں، ہم نے صرف اخباری بیان کی حد تک پڑھا تھا اگر ان کی حالت وہاں جا کر ہمارا کوئی معزز رکن دیکھے تو اسے معلوم ہو گا۔ کہ وہ لوگ کتنے قابل رحم ہیں میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ان کو سندھ میں لا کر بسا دیا جائے ہمارے معزز ممبر طارق چوہدری صاحب نے اپنے علاقے میں ان کو بسانے کی پیش کش کی ہے ہمارے پاکستان میں ہمارے پاس بہت وسائل ہیں جناب والا! ان کو ہم ہر جگہ بسا سکتے ہیں ہم وہاں گئے اور ان کی حالت دیکھی اور ان کا کام دیکھا وہ اتنے قابل لوگ ہیں جناب والا! کہ وہ ہمارے پاکستان کے لیے ایک سرمایہ ثابت ہوں گے ہمیں ان کو کوئی اخراجات دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی وہ خود ہی اپنا کام کر لیں گے لیکن ہم ان کو جگہ دیں اور ان کو یہاں بسائیں جناب میں یہ بھی آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ تقریباً گیارہ لاکھ غیر ملکی باشندے غیر قانونی طور پر کراچی میں آئے ہوئے ہیں جلدی سے حل کر کے ان کو نکال دیں تاکہ سندھ سے.... میں شروع سے بار بار کہہ رہا ہوں جناب اس سے یہ مطلب لیا گیا کہ میں صرف سندھ ہی کی بات کر رہا ہوں ہمارا پنجاب ہمارا صوبہ سرحد ہمارا بلوچستان ہم سب بھائی ہیں پہلے ہم مسلمان ہیں پھر ہم پاکستانی ہیں ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ سندھی ہے یہ پٹھان ہے یہ بلوچ ہے یہ پنجابی ہے یہ بہاری ہے یہ کون ہے ہم ایک مسلمان قوم ہیں اور اس کے بعد ہم پاکستانی ہیں ہمارے معزز رکن بہرہ ور سعید صاحب نے فرمایا تھا کہ ان کو آباد کرنے کے لئے کافی ذرائع ہیں صرف کراچی ہی نہیں ہے آپ ان کو گوادر لے جا سکتے ہیں آپ ان کو پسنی لے جا سکتے ہیں بلوچستان بہت بڑا علاقہ ہے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ بہاریوں نے یہاں تک کہا ہے کہ ہمیں آزاد کشمیر میں بسا دو جہاں بھی آپ چاہتے ہیں ہم وہاں جانے کے لئے تیار ہیں ہمارے پاس کافی مواقع ہیں میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ جہاں بھی آپ ان کو بسائیں گے وہ

وہیں رہیں گے وہ کراچی نہیں جائیں گے ہم نے ان کو کراچی کے حالات بھی بتائے کہ وہاں کیا حالت ہے اور آپ کے آنے سے حالت کیا بگڑ سکتی ہے بے شک سندھی مہمان نواز قوم ہے اور انہوں نے بڑی فراخدلی سے سب کو دعوت دی اب اس دعوت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ان کو گھر سے باہر نکالیں اور خود ہم گھر پر بسیں۔

جناب میں معزز اراکین سینیٹ سے گزارش کروں گا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کو اگر ہم نے صحیح طریقے سے ہینڈل نہ کیا مل کر بیٹھ کر جیسے ہماری عادت ہے روایت ہے یہ بڑا حساس مسئلہ ہے تو خدا نہ کرے اس سے حالات بگڑ جائیں گے جناب میرا یہ ہے ہمارے پاس عالمی ادارے ہیں ہمیں ان سے بھی رجوع کرنا چاہیے تاکہ ان کے ذریعے ان مصیبت زدہ لوگوں کو یہاں لانے میں مدد مل سکے اور میرے خیال میں پاکستان کو اتنا خرچ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی آپ ہم سب ملکر ایک ہو کر ایک مسلمان ایک پاکستانی ہو کر جذباتی طریقے سے نہیں مسلمانی طریقے سے بھائی چارے کے طریقے سے اس مسئلے کو حل کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صوبیدار صاحب دو منٹ رہ گئے ہیں

جناب صوبیدار خان مندوخیل۔ بہرحال جناب میں آپ سے گزارش کروں گا سندھ ایک حساس علاقہ ہے ہمیں ان کو گھر سے باہر نہیں نکالنا چاہیے ہمارے بہاری بھائیوں کو کہیں اور بسانا چاہیے میں آپ کو یہ تجویز بھی دیتا ہوں کہ آپ بہاریوں کے ساتھ یہ agreement کریں کہ جہاں آپ کو بسایا جائے وہاں سے آپ لوگوں نے سندھ نہیں جانا ہوگا ان کے ساتھ آپ agreement بھی کر سکتے ہیں ان کو آپ bound بھی کر سکتے ہیں لیکن خدارا میں آپ سے عرض کروں گا آپ ان کی حالت پر رحم کریں میں آپ کو حقیقت بتاتا ہوں ان کی جو نسل ہے وہ برباد اور ضائع ہو رہی ہے میں آپ کے توسط سے سب سے گزارش کروں گا ان کی نسل کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے جو ہم نے ان کی حالت دیکھی اور جناب طارق صاحب نے ان کی زندگی کا بہت اچھا نقشہ پیش کیا ہے ہم لوگ وہاں گئے اور دیکھا آپ لوگ شاید ہم پر یقین نہ کریں ہم نے بھی پہلے اخباروں میں یہی پڑھا تھا لیکن وہ صرف ایک اخباری بیان تھا لیکن جب وہاں جا کر ان کی حالت دیکھی تو ہمیں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ ان کی نسل میں تباہ نہ ہو جائے۔ میں

[Subedar Khan Mandokhel]

آخر میں اپنے معزز رکن بجارانی صاحب اور جتوئی صاحب سے گذارش کروں گا کہ وہ سب مل کر ان کو منانے کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کرلیں تاکہ انکی نسل بچ جائے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب پیر سید عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج ہم اس مسئلے پر بحث کر رہے ہیں جس کا فیصلہ سینیٹ نے دسمبر ۱۹۸۵ کو متفقہ طور پر بڑے زور شور اور بڑی محبتوں سے کیا تھا کیونکہ پارلیمنٹ کا کام ملک اور حکومت کو اپنی رائے دینا ہے اس پر عمل کرنا حکومتوں کا کام ہوتا ہے یہ فیصلہ کیا گیا کہ بنگلہ دیش میں جو پاکستانی رکے ہوئے ہیں ان کو جلد سے جلد پاکستان لایا جائے۔ جناب والا! آج اس ہاؤس میں جو بحث ہو رہی ہے ہمیں ان وجوہات کی طرف دیکھنا چاہیئے کہ تین سال بعد کیوں ہم میں سے بہت سے لوگ اس ریزولیوشن کی مخالفت کر رہے ہیں جس کو ہم نے بڑی محبتوں سے قبول کیا تھا۔ یقیناً جیسے سینیٹ کا کردار ہے اللہ کی بڑی مہربانی تھی ہمارے معزز ممبران کی تین سال کی کارکردگی مثالی ہے اور دنیا کی ترقی یافتہ پارلیمنٹ کی طرح ان کا جو کردار ہے وہ صاف اور واضح ہے کل ہمارے سندھ کے ممبران نے جو تقریر کی یا اس پر بحث کی جیسے وہ اپنے صوبے کی نمائندگی کرتے ہیں اپنے مسائل قوم کے سامنے لے آئے آج یہ بحث کوئی ریزولیوشن پاس کرنے کے لیے نہیں ہے یہ تو فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ اس ملک کے باشندے ہیں ان کو یہاں آنا ہے میں اس مسئلے کو کبھی بھی مسئلہ ہی نہیں سمجھتا کہ وہ یہاں کے باشندے نہیں ہیں مسئلہ تو سندھ کا ہے ان کی مشکلات کا ہے وہاں پر ایک کلاس جو ان سے علیحدہ ہو گئی سندھیوں کو مینارٹی میں تبدیل کرنے کی بات جو اٹھی اس بات پر سوچنا چاہیئے اس قوم نے جس نے محبت سے ہر ایک کو قبول کر لیا سندھ کے کلچر نے پیار و محبت کے سوا کچھ نہیں سکھایا آج سندھ کے نوجوان خاص کر اندرون سندھ جو اپنے آپ کو پرانے آبادکار کہتے ہیں وہ کیوں اس چیز کے خلاف ہو گئے۔ خدا نہ کرے ہم نے پاکستان کو بنتے ہوئے دیکھا ہم نے اپنے لوگوں کی قربانیاں دیں بہت سے لوگ قتل ہوئے میں اس زمانے میں کم عمر تھا

لیکن اس کلاس میں ہوں اس نوجوان نسل میں ہوں جس نے پاکستان کی قربانی کو نہیں دیکھا کبھی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کبھی نہیں کہہ سکتا کہ یہاں پشتون سندھی یا پنجابی علیحدہ رہتے ہیں افسوس تو اس بات پر ہوتا ہے۔ ایک معمولی ایکسیڈنٹ پر کچھ شرارت پسند لوگوں نے بہاریوں کے نام پر اٹھ کر پختونوں کا قتل کیا اور پھر پشتونوں نے بہاریوں کو قتل کیا اور اس دن بھی میں اسی طرح چیخ کر بول رہا تھا کیا اس پاکستان کو جس کو اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس کو آپ نے پشتون پنجابی اور سندھیوں کے نام پر تقسیم کر دیا ہے اور اگر اس طرح تقسیم کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہو تو آؤ آج ہی تقسیم کرو ہم پشتون ادھر علیحدہ اور آپ سندھی ادھر علیحدہ خدا کے لئے یہ جو نئی کلاس آپ نکال رہے ہیں یہ نئی قومیت نکال رہے ہیں آپ کہتے ہیں ہمیں jobs نہیں مل رہے ہیں حساب کریں ہم پشتون کبھی بھی نہیں بولے کہ جی آپ کی تعداد کراچی میں فیڈرل محکموں میں زیادہ ہے۔ ہم تو آپ کو پاکستانی سمجھتے ہیں۔ آپ کو کبھی بھی مہاجر نہیں سمجھتے ہیں۔ میں اپنے آپ کو کبھی بھی پشتون نہیں سمجھتا ہوں۔ میں نے اس گروپ کی مخالفت کی جس میں پشتون کے نام سے لیڈر شپ آئی۔ میں ان کی اس بات کی قدر کرتا ہوں انہوں نے آزادی کے لئے قربانی دی لیکن میں کہتا ہوں کہ مجھے اگر دفن ہونا ہے اور میرے بچوں کو دفن ہونا ہے تو پاکستان کے جھنڈے میں ہونا ہوگا اور یہ بھی ہر پاکستانی سے امید رکھتا ہوں پانچویں چھٹی قومیت کے لئے تیار ہو گئے آج جو polarization آئی ہے ہمارے صوبہ سرحد میں۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ میں Southern district سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ لیفٹ ورواے ظلم کر رہے ہیں۔ جناب والا! ایسے مسئلے بہت ہیں جن کو اس وقت حل کرنا ہے۔ اگر بہاریوں کو لانا ہے تو اس کے ساتھ ہمارے اور مسئلوں کو بھی حل کرنا ہے ورنہ یہ polarization چلتی رہے گی۔

جناب والا! سندھ کے پانی کی تقسیم کی ضرورت ہے۔ یہ فیصلہ بہت ضروری ہے اس بات پر تو میں بحث ہی نہیں کرتا ہوں کہ ہمارے بہاری جو ہیں، جنہیں میں پاکستانی کہتا ہوں ان کو یہاں آنا چاہیئے۔ میں تو اس موقع سے فائدہ اٹھا

[Syed Abbas Shah]

رہا ہوں اور بات کرتا ہوں ان مسائل کی جن کی بنا پر ہم یہ بات کرتے ہیں کہ وہ نہ آئیں ۔۔۔ وہ اس لئے یہ بات کر رہے ہیں کہ ہم مسلمان ہو کر بھی classes میں بٹ گئے ، ہم اب ہندو میں جو کلاس سسٹم ہے اس سے متاثر ہو رہے ہیں ۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شاہ صاحب آپ کا وقت ہو گیا ہے ۔

سید عباس شاہ : جناب والا ! مجھے ایک دو منٹ دے دیجئے ، کیونکہ آج ہی ایک موقع ہے ۔

Mr. Deputy Chairman: You can have your time but address the Chair.

Syed Abbas Shah: Sir, I am tired of looking to the Chair.

Mr. Deputy Chairman: Even of myself.

Syed Abbas Shah: Sir, these Chairs have destroyed this country.

Mr. Deputy Chairman: But it is not one of those Chairs.

I am allergic to the Chairs

سید عباس شاہ :- میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ سندھ کا مسئلہ یقیناً گھمبیر ہے اور سب سے بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہم کراچی جائیں گے ، ہمیں کوئی روک نہیں سکتا ہماری مجبوری ہے ، روزگار صرف کراچی میں ہے ، کون چاہتا ہے کہ نوجوان بیوی کو چھوڑ کر کراچی میں وہ مزدوری کے لئے جائے ۔ اور وہ بھی جائے سوات کی پہاڑی سے ، اور چند دنوں کے بعد ان کی لاشیں گھروں پر آئیں ۔ کون چاہتا ہے یہ ہمارے ملک کے وسائل ہیں ، خدا کے لئے ہمیں دوسرا پورٹ مکران میں دیجئے تاکہ ہم کراچی پر پریشر ختم کریں ۔

بلوچستان ایک کھلا میدان ہے ، وہاں پر ڈویلپمنٹ کے لئے گورنمنٹ کو دیکھنا چاہیئے

ہم آپ کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کریں گے ۔ کرسی والو
یاد رکھو، ملک صاحب آپ ہمارے درمیان ہیں آپ یاد رکھیں ، کوئی منسٹر صاحب
موجود نہیں ہیں کہ وہ آپ کو یہ بات سنا سکے کہ ہمیں جو اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے، جمہوریت
دی اس سے جناب چیئرمین صاحب ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے ، قوم کے ان مسائل کو حل
کرنا چاہیئے status qo maintain نہیں کرنا چاہیئے ، اگر یہ مسائل ہم نے حل نہ کئے تو خدا نہ
کرے ، اگر ایسا ہوا ، میں کہتا ہوں مجھے تو اس دن سے پہلے موت آجائے جس دن پاکستان
تقسیم ہو۔

ہمیں ان مسائل کا حل سوچنا چاہیئے ، پاکستان کے پاس وسائل بھی
ہیں ۔ دماغ بھی ہے اور بجائے اس کے کہ پارلیمنٹ میں ایک دوسرے کو کتا کہتے رہیں ۔
ہمیں اس غلامی کی ذہنیت سے نکلنا چاہیئے اور میں آپ کی وساطت سے پھر یہ
کوشش کروں گا کہ خاص کر کراچی میں رہنے والوں کے لئے کہ ہمارے لئے یہ مکہ
ہے جیسے کہ ہم حج پر جاتے ہیں تو مختلف قوموں کو ٹریننگ دی جاتی ، حج اس لئے نہیں
ہے جناب والا! کہ ہم بت پرست ہیں اور ایک مکان کے گرد چکر لگائیں ۔ لیکن یہ
آپ یہ دیکھیں کہ اس جگہ میں مختلف قوموں ، مختلف نسلوں ، مختلف رنگوں کے لوگ کس طرح
اکٹھے ہوتے ہیں اور بھائی چارے کی کیسی فضا پیدا ہوتی ہے ۔ کراچی میں بھی یہی چیز ثابت
کرنی چاہیئے ۔

ہم اور آپ ، اگر ووٹ سے جیت کر آئے ہیں تو کراچی میں بھی آپ ممبران صاحبان کو
سب لوگوں نے ووٹ دیا ہے ، جو لوگ کسی قومیت کے نعرے پر آئے ہیں ان سے آج ہم پھر
درخواست کریں گے کہ مل جل کر رہیں اور پاکستان میں صرف مسلمان اور صرف مسلمان کی
قومیت کو ثابت کے لئے آگے آئیں ۔

جناب والا! میں اس موقع پر دوبارہ کہوں گا کہ جو پاکستانی ، بنگلہ دیش میں رکے ہوئے ہیں

[Syed Abbas Shah]

ان کو میرے کچھ دوستوں نے پچھلے سال دیکھا ہیں تو تقریباً ہر سال وہاں پہنچتا ہوں انکی اگر حالت دیکھی جائے تو یہ بیان سے باہر ہے۔ الفاظ آپ کے پاس نہیں ہونگے کہ آپ بیان کر سکیں۔ ان کا اس ملک پر حق ہے۔ پنجاب کے جن لیڈر صاحبان سے ہم نے بات کی ہے وہ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ وہ ان کو پنجاب میں آباد کریں۔ سارے صوبہ سرحد کا میں ذمہ نہیں لیتا لیکن اپنے southern district کی طرف آباد کرنے کی آفر میں بھی دیتا ہوں کہ وہ ہماری زمین پر آئیں۔ ان کے لئے ہماری زمین ہر وقت حاضر ہے۔ یہ ایسے ہی ان کی زمین ہے جیسے ہماری ہو۔ لیکن جس وقت وہ اپنے آپ کو ایک کلاس کی شکل میں لائیں گے تو یہ صورت ہمیں کبھی بھی قبول نہیں ہو گی۔ پہچان کے لئے صرف مسلمان ہونا کافی ہے۔ کسی اور نام سے پہچان کرائی گئی تو ہمیں یہ کسی طور پر قبول نہیں ہے شکریہ۔

جناب چیرمین : جناب تالپور صاحب!

میر غلام حیدر تالپور : بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب چیرمین صاحب ، سب سے پہلے تو میں آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بولنے کے لئے وقت فراہم کیا اور اپنے خیالات پیش کرنے کی آپ نے مجھے اجازت دی۔ جناب والا! چونکہ آپ نے وقت کی پابندی لگا دی ہے۔

جناب ڈپٹی چیرمین : نہیں وقت کی پابندی نہیں لگائی۔ آپ کا حق دس منٹ کا ہے اور آپ دس منٹ بول سکتے ہیں۔ کوئی پابندی نہیں لگائی۔

میر غلام حیدر تالپور : میں انشاء اللہ اپنی تقریر to the point کروں گا اور موضوع کے مطابق اور موضوع کے متعلق ہی جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں اور آپ کی وساطت سے ایوان سے عرض کروں گا۔ موضوع سے ہٹ کر انشاء اللہ کچھ نہیں عرض کرونگا۔

جناب ڈپٹی چیرمین : شکریہ۔

میر غلام حیدر تالپور: اور نہ ہی اس ایوان کا وقت ضائع کروں گا۔ جناب والا! اس اہم موشن کا لب لباب بہاری اور ان کی repatriation ہے۔ اس لئے میں

مودبانہ عرض کروں گا کہ یہ بہاری لوگ جو ہیں، بطور مسلمان تو ہمارے بھائی ہیں
لیکن بطور پاکستانی یہ لوگ ہمارے پاکستان کے شہری نہیں ہیں۔ جس کے لئے وسیلہ، میں
آپ کی خدمت میں The Constitution of Islamic of Pakistan
کا آرٹیکل ۱۵ صفحہ نمبر ۱۴ سے عرض کروں گا۔ کہ میں اسے ریفر کرتا ہوں اور آپ
براہ کرم میرے ساتھ اس کو پڑھیں۔
and it is freedom of movement.

> "Every citizen shall have the right to remain in and subject to any reasonable restriction imposed by law in the public interest enter and move freely throughout Pakistan and to reside and settle in any part thereof".

Now Sir, this matter does not end there. I will humbly submit that in 1974 when the late Zulfiqar Ali Bhutto recognized Bangla Desh, the Beharis ceased to be citizens of Pakistan in 1974 but then again I will submit humbly the ruling of the Sindh High Court which says that Beharis ceased to be citizens of Pakistan right from 1971. Sir, I now produce the ruling of the Sindh High Court. Also I will provide copies of the ruling.

Sir, this is Karachi High Court. M/s United Liner Agencies of Pakistan Limited Karachi versus the Commissioner of Income Tax Central Zone, Karachi. Now, it is IT No. 18, 19, 23 and 97 of 1979, VI of 1980, 15 and 24 of 1981, 45, 46 and 68 of 1982 and 11 and 22 of 1983 decided on 4th November, 1987 Income Tax Act.

Now, Sir it is *defacto* recognition.

Mr. Deputy Chairman: Mr. Behrawar Saeed, no cross talk please.

Mir Ghulam Hyder Talpur: Sir, the recognition of Bangla Desh in 1974 is effective from 1971. Recognition is retro-spective in the sense that the court treats as valid the acts of recognized States or Governments falling back to the commencement of the activities thus recognized.

As regards citizenship I refer the Pakistan Citizenship Act,

[Mir Ghulam Hyder Talpur]

1951. There in I refer to its section 6. It says that the Central Government may, upon his obtaining a certificate of domicile under this Act, register as a citizen of Pakistan by migration any person who after the commencement of this Act and before the first day of January 1952 has migrated to the territories now included in Pakistan from any territory into Indo-Pakistan sub-continent outside those territories with the intention of residing permanently in those territories. Now Sir, through migration the citizenship cannot be established after 1-1-1952 by virtue of this embargo of section 6 of this Citizenship Act, 1951. Furthermore, now these are Sir, the technical points which I have submitted.

اب میں گزارش کروں گا کہ in the month of January ہمارے جو قومی اخبارات ہیں حیدرآباد اور کراچی کے انہوں نے جناب اس مسئلے کو لیا۔ میں دو دو تین تین لائن پیش کروں گا۔ ڈیلی مہران نے ۲۴ جون کو ایڈیٹوریل لکھا کہ کیوں کہ یہاں پر poverty, illiterary, unemployment at the peak ہے اس لئے repatriation of Beharis will aggravate the situation ہلال پاکستان، کراچی نے جناب جنوری ۲۲ کو لکھا کہ بہاریوں کو اگر یہاں سندھ میں لایا گیا تو یہ ہوگا۔ کہ پی پی کی گورنمنٹ اور پیپل آف سندھ کے درمیان غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے یہ ایک پلاٹ کے طور پر کام کرے گا ''سندھ نیوز'' نے جناب ۲۳ جنوری میں ایڈیٹوریل لکھا کہ اگر یہ ضروری ہے کہ بہاری ہمارے ملک میں لائے جائیں تو پھر انہیں ڈسٹری بیوٹ کیا جائے دوسری صوبوں میں۔ لیکن میری ذاتی رائے ہے کہ اگر انہیں دوسرے صوبوں میں تقسیم کیا گیا تب بھی وہ سیدھے حیدرآباد یا کراچی چلے آئیں گے۔

(مداخلت)

میر غلام حیدر تالپور: یہ میری ذاتی رائے نہیں ہے یہ رائے ہے ہمارے صوبے کے سندھی غریب، لوگوں کی جن کو ہم اپنی زبان میں سندھی سبھاجڑا کہتے ہیں جن کو شاہ عبداللطیف بھٹائی نے سندھی سبھاجڑا کہا ہے جس کو شاہ لطیف نے کہا ہے۔ کہ ''سندھی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ

کہتے ہیں کہ وہ یہاں سیدھے آئیں گے کراچی اور حیدر آباد میں اور جناب ڈیلی آفتاب حیدر آباد نے ایڈیٹوریل اپوز کیا ہے۔ اس کے سامنے مالک ہمارے سینیٹر بھی یہاں ہیں۔ ایڈیٹوریل میں repatriation of Beharis strongly انہوں نے اپوز کیا ہے کہ یہ یہاں نہیں آنے چاہییں، نہیں آنے چاہییں۔

اب میری گزارش صرف یہ ہے کہ یہ جو ہے بڑا اہم ایشو ہے جناب، اس کو اتنا lightly نہیں لینا چاہیے، یہ اتنا اہم ایشو ہے کہ میں اس کے ساتھ ساتھ

میر نبی بخش زہری: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

Mr. Deputy Chairman: No point of order. You will get your chance. It has been decided in the House while strictly speaking no point of order will be entertained. Sorry, Sir.

تشریف رکھیے آپ کو موقع ملے گا۔

میر نبی بخش زہری: مجھ سے پہلے فیصلہ ہوا ہے۔ صاحب یہ اہم مسئلہ ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو موقع مل جائے گا۔ ان کو بولنے دیں، تشریف رکھیے آپ۔

میر نبی بخش زہری: نہیں، اڑھائی بجے کو چینج کرو، لوگوں کو موقع دو یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: زہری صاحب آپ تشریف رکھیں، آپ کو موقع ملے گا۔

Mir Ghulam Hyder Talpur: Sir, Mr. Zehri is unnecessarily creating hurdle in the flow of my speech. I am going fast Sir, like Tofani Express. Now Sir, my most humble submission is that:

[Mir Ghulam Hyder Talpur]

یہ جو مسئلہ ہے یہ ہے سندھیوں اور مہاجرین کے درمیان

Now coming to the real sense of the term

مہاجر ہمارے بھائی ہیں۔ ان کے لئے محبت ہے ہمارے دل میں، ان کے لئے احترام ہے لیکن جناب ان کو ہمارے ساتھ کوئی محبت نہیں ہمارے لئے کوئی احترام نہیں، میں اس ایوان میں بطور نمائندہ صوبہ سندھ خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہہ رہا ہوں کہ مہاجرین صاحبان کو سندھی آبادی کے لئے کوئی محبت نہیں کوئی احترام نہیں۔ اس کا سبب یہ کہ کراچی میں انہوں نے ڈھونڈ کر سندھیوں کو نکال کر قتل کیا۔ میرے غریب شہر کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، وہاں کا میرا ایک رشتہ دار بیچارہ ادھر چھوٹی سی نوکری پر تھا اس کو قتل کیا اسکی بیوی کو قتل کیا اسکے نوکر کو قتل کیا۔ کراچی میں جناب، میں جناب اپنے گھر کا واقعہ عرض کر رہا ہوں وہاں پر جناب ۷½ بجے قریب کچھ لوگ آئے اور انہوں نے جو بندوقیں چلائیں اس میں اکیلے مہاجر نہیں مرے، یہ میں قبول کرتا ہوں کہ

majority of the refugee people was massacred, was killed in that.

لیکن جناب اس میں سندھی بھی مرے ہیں پنجابی بھی مرے ہیں پٹھان بھی مرے ہیں اس کی یہ سزا کہ سب سندھیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارو ان کے بچوں کو مارو یہ تو ناانصافی ہے سراسر ظلم ہے، جناب اب سندھ کی پوری آبادی کو خدشہ ہے کہ بہاری وہاں آئیں گے تو اس کے خلاف ظلم میں اضافہ ہوگا اور یہ مہاجر آبادی کہتی ہے کہ ہماری طاقت بڑھانے کے لئے ہمیں بہاری چاہئیں اب اس کے لئے جناب میں حکومت وقت کو آپکی وساطت سے متنبہ کروں گا کہ اگر بہاری یہاں لائے گئے تو سندھی آبادی کے درمیان احتجاج ہوگا اور یہ ایسے ہوگا کہ سندھی مہاجر کو دیکھے گا تو یہ کہے گا کہ مارو اس کو گولی اور مہاجر سندھی کو دیکھے گا تو کہے گا کہ مارو اس کو گولی، اس حد تک یہ احتجاج ہوگا اور خطرناک حد تک ہمارے سندھ میں مارا ماری ہوگی اور پھر

یہ سلسلہ حکومت کے کنٹرول میں نہیں آ سکے گا۔ یہ الفاظ کہہ کر میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

میر نبی بخش زہری : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : زہری صاحب اس ایوان میں پوائنٹس آف آرڈر پر آج کل پابندی لگی ہوئی ہے۔

میر نبی بخش زہری : کون سے رول کے تحت جناب نے پابندی لگائی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : معزز اراکین نے عارضی طور پر ایسے رول بنا لئے ہیں کہ اگر یہ پوائنٹس آف آرڈر چلتے رہے تو معزز اراکین تقاریر نہیں کر سکیں گے اور ایک دوسرے کے موقف کو سمجھا نہیں جا سکے گا۔

میر نبی بخش زہری : جناب ! اس وقت تو کوئی تقریر نہیں کر رہا، وہ اس وقت پابندی ہے جب کوئی تقریر کر رہا ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ تشریف رکھیں آپ کی باری آ رہی ہے۔

میر نبی بخش زہری : بات یہ ہے کہ اڑھائی بجے کا وقت جناب نے رکھا ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔ ممبران کی اکثریت کہہ رہی ہے کہ یہ وقت ٹھیک نہیں ہے، بلکہ کل پر رکھو یہ اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : زہری صاحب آپ تو ابھی تشریف لائے ہیں، آپ تو نہیں تھکے، آپ تشریف رکھیں جب تک ہاؤس چلتا ہے چلاتے ہیں اگر تقاریر ختم نہ ہوئیں۔ تو کل پر رکھ دیں گے امیر عبداللہ روکڑی صاحب۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے میں اتنا عرض کروں گا کہ بہاریوں کا مسئلہ صرف سندھ صوبے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ سارے پاکستان کے لئے ہے میں سمجھتا ہوں کہ بہاریوں نے صرف پاکستان کے لئے چھوڑا تھا۔ اب مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ انکو پاکستان

[Amir Abdullah Khan Rokri]

آنے سے روکا جائے اگر میرے سندھی بھائی ان کو پسند نہیں کرتے تو ان کو میانوالی میں آباد کر دیا جائے میں ان کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ جناب والا! میں یہ بھی پیش کش کر رہا ہوں کہ جتنی میری زمین ہے ساری ان بہاریوں کے درمیان تقسیم کر دی جائے لیکن ان کو اس بیکسی کے عالم میں نہ چھوڑا جائے جہاں وہ مر رہے ہیں جہاں ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے ان کا گناہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان کے لئے بہار کو چھوڑا انہوں نے بنگلہ دیش کے لئے بہار کو نہیں چھوڑا آج ان کی حالت یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے بھٹو صاحب کے زمانے میں گجرات کے قریب ان کے لئے ایک بستی بھی بنائی گئی تھی اور بھی بہت سی جگہوں پہ اراضی requisition کی گئی تھی ان کے لئے بستیاں بسانے کا پروگرام تھا کہ وہاں ان کو آباد کیا جائے میں عرض کرتا ہوں کہ ان کو بے شک سندھ میں آباد نہ کیا جائے... کیونکہ یہ جرم ان بہاریوں نے نہیں کیا یہ ہمارے ملک کے اندر وہ لوگ جنہوں نے پانچویں قومیت کا نعرہ لگایا انہوں نے بہاریوں کی بھی تباہی کی اور مہاجرین اور مقامی لوگوں کا ایک مسئلہ ملک کے اندر پیدا کر دیا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے تمام پاکستان کے ساتھ زیادتی کی ہے کیونکہ اس ملک کے اندر ایک ہی قوم ہے جس کو پاکستانی کہتے ہیں اس کے علاوہ میں کسی چیز میں یقین نہیں رکھتا میں چار قومیتوں کو تسلیم نہیں کرتا یہ پانچویں قومیت کہاں سے آ گئی مجھے یہ بات ابھی تک سمجھ نہیں آئی اس لئے جناب والا! میں عرض کروں گا کہ مہربانی کر کے ان کو یہاں پاکستان میں لانے کی اجازت دی جائے اور مہربانی کر کے ان کو سندھ میں آباد نہ کیا جائے بلکہ پنجاب کے جس علاقے کو وہ پسند کریں ان کو وہاں آباد کیا جائے، ورنہ میانوالی حاضر ہے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ میانوالی کے عوام انشاء اللہ تعالیٰ میری تائید کریں گے اس کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں تاکہ کسی اور دوست کو بھی موقع مل سکے

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب! جناب شاد محمد خان صاحب۔

جناب شاد محمد خان: جناب چیئرمین صاحب! میں مختصر وقت میں اظہار خیال کروں گا۔ حضور والا! جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس کے ایک حصے کا نام مشرقی پاکستان رکھا گیا

اور دوسرے حصے کا نام مغربی پاکستان رکھا گیا۔ اس وقت برصغیر ہند میں مسلمانوں کی کل آبادی دس کروڑ کے لگ بھگ تھی مشرقی پاکستان کے حصے میں چار کروڑ آئے مغربی پاکستان کے حصے میں تین کروڑ آئے اور ہندوستان میں جو رہے وہ تقریباً تین کروڑ تھے حضور والا! اس وقت Agreed and non-Area کی تقسیم کی گئی اور یوپی جو نان اگریڈ میں تھا وہاں سے بھی لوگ جوق در جوق اور مشرقی پنجاب سے دہلی تک ہجرت کرنے والے یہ سارے لوگ مغربی پاکستان میں آباد ہوئے اور پھر بہاریوں نے اپنی منشاء اور خواہش کے مطابق مشرقی پاکستان کو پسند کیا۔ حضور والا! تقریباً چالیس سال کا عرصہ اب تک گزر چکا ہے۔ معلوم نہیں کس بناء پر دوبارہ یہ بات اٹھائی جا رہی ہے اور کس نے ان سے جا کر option لی ہے کہ وہ دوبارہ دیں کہ وہ پاکستان میں آباد ہونا چاہتے ہیں یا بنگلہ دیش میں۔ بنگلہ دیش اب بھی مسلمان ملک ہے اور ہم یہ درخواست کریں گے۔ حکومت وقت سے کہ اگر کراچی میں ناجائز ذرائع سے چوری چھپے چار پانچ لاکھ بنگالی آ چکے ہیں تو ان کا سروے کیا جائے اور ان بنگالیوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس ملک کو چھوڑ دیں پھر تو بات ہو سکتی ہے کہ ہم اڑھائی لاکھ بہاریوں کو قبول کریں۔ ورنہ اگر اس اس چیز کو آپ اٹھائیں گے تو کل خدانخواستہ ہندوستان میں اگر گڑبڑ پیدا ہو جائے اور ہندوستان میں بھی یہی بات اٹھ کھڑی ہو کہ ہم پاکستان جانا چاہتے ہیں کیا یہ حکومت یا کوئی بھی حکومت یہ قبول کر سکے گی کہ وہ لوگ بھی آ کر کے اس ملک پر بوجھ بنیں ہماری رواداری کا سے یہ بات اجاگر کی جاتی ہے کہ آپ نے ۲۵ لاکھ آدمیوں کو پناہ دے ہوئی ہے۔ جناب والا! وہ مسئلہ کسی اور نوعیت کا ہے وہ اسلامی رواداری کی نوعیت کا ہے وہ مجبوری کی نوعیت کا ہے۔ لہٰذا مزید لوگ اگر یہاں آئیں گے تو پاکستان مزید انتشار کا شکار ہو گا میں یہاں یہ واضح کروں گا کہ اس پانچویں قومیت کے نعرہ میں، اگر یہ بہاری آ جائیں تو کیا آپ یہ توقع کر سکتے ہیں کہ (یہ بہاری) اس میں اضافہ نہیں کریں گے یقیناً وہ اضافہ کریں گے اور سندھ

[Shad Muhammad Khan]

کے لئے اور کراچی کے لئے پریشانی کا باعث ہوگا۔

حضور والا! یہ بات اگر سوچ سمجھ کر کی جائے تو میں حکومت سے عرض کروں گا کہ سخت لیجیلیشن کرے تاکہ اس پانچویں قومیت کے نعرے کا سدباب ہو سکے اور کوئی بھی اس پاکستان میں اپنے آپ کو مہاجر کہلانے کا اہل نہ ہو اگر پنجاب میں مہاجر اپنے آپ کو پنجابی کہہ سکتا ہے، صوبہ سرحد میں سرحدی کہہ سکتا ہے تو سندھ میں یہ لوگ کیوں مہاجر کا نعرہ لگا کر، پانچویں قومیت کا نعرہ لگا کر، انتشار پیدا کر رہے ہیں اور امن کو تہہ و بالا کر رہے ہیں مجھے یہ بھی پر خاش ہے کہ اس پانچویں قومیت کے نعرے میں کچھ لوگوں کے مطابق جی ایم سید کا بھی ہاتھ ہے اور ممکن ہے کہ ہندوستان کی شہہ پر یہ بات ہوئی ہو لہذا یہ خدشات بڑھیں گے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں کل کراچی کی جدائی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور یہ مہاجر قومی موومنٹ اس طاقت میں نہ آجائے کہ وہ کراچی کو علیحدہ کر کے حیدرآباد تک کے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لے اور سندھ کی پریشانی میں اضافہ ہو۔ حضور والا! کوئی حد ہونی چاہیئے۔ کسی چیز کی کوئی پابندی ہونی چاہیئے، کوئی کارروائی ہونی چاہیئے اگر یہ بات ہو سکتی ہے کہ سندھیوں کی ہر قسم کی نہ واداری کی جائے گی تو میں کراچی کئی دفعہ گیا ہوں جہاں کہیں سے شرارت اٹھتی ہے فساد اٹھتا ہے تو اس میں ہماری پہلے پہل سامنے ہوتا ہے اور پریشانی کا باعث بنتا ہے، آگ لگائی جاتی ہے وہ تو اور کسی کام کے نہیں ہیں کوے کی طرح اکٹھے ہو کر شور مچانے کے قائل ہیں اور وہ پریشانی کا باعث پٹھانوں کے لئے بھی ہیں سندھیوں کے لئے بھی ہیں پنجابیوں کے لئے بھی ہیں۔ لہذا اس کا تدارک ضرور کرنا چاہیئے، اور اس وطن پر مزید بوجھ نہیں ڈالنا چاہیئے شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب، محترمہ ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی صاحبہ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: شکریہ جناب چیئرمین، اس مسئلے پر بہت کچھ کہا گیا، کچھ اس کے حق میں اور کچھ اس کی مخالفت میں، جناب اس میں شک نہیں ہے کہ وہاں جو محصور بہاری رہے ہیں۔ وہ اس قدر خراب حالات میں رہ رہے ہیں کہ ان کے حالات

دیکھ کر کوئی بھی انسان ان سے ہمدردی کئے بغیر یا ان کے لئے سوچے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مگر ہمیں اس بات پر بھی بہت سوچ بچار کرنا چاہیئے کہ ان کو پاکستان لانے میں جناب یہ بتائیں کہ سندھ میں ان کے لانے کے خلاف اتنی ناراضگی اور خفگی کیوں ہے؟ یقیناً اس کی کوئی بہت بڑی وجہ ہے ورنہ جب ۴۲ سال تک سندھی بھائیوں نے پاکستان بننے سے لیکر ابھی تک کسی مہاجر کے خلاف کچھ نہیں کیا ان کے خلاف نہیں تھے اور نہ ہیں۔ مگر اب ان کی مخالفت کی ضرور کوئی وجہ ہے۔ میرے خیال میں کراچی میں آباد مہاجروں کا پچھلے تین چار سال میں جو negative attitude رہا ہے اور انہوں نے جو ظلم و تشدد کا رویہ اختیار کیا ہے اور اپنی پانچویں قوم کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں تو اس میں میرے سندھی بھائی قصوروار نہیں ہیں اور ان کی بجائے کوئی اور صوبہ بھی ہوتا تو ان کا رویہ یہی ہوتا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ یہ قوم کے لئے بڑا سنگین مسئلہ ہے اور اس مسئلے کی اہمیت کا مجھے بھی اور پوری قوم کو اندازہ ہے اور وہاں کے رہنے والوں کے جو حالات ہیں وہ اس قدر ہیں جیسے میرے معزز ساتھی مظہر علی صاحب نے فرمایا کہ وہ کیڑوں مکوڑوں کی طرح رہتے ہیں۔ اور مجھے بھی موقع ملا ہے کہ میں وہاں کیمپ میں جا کر ان سے ملوں۔ وہاں بہت سے لوگوں سے میری ملاقات ہوئی اور بات چیت ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ ہم جوش کے ساتھ ہوش میں بھی ہیں اور ہم تشدد پر یقین نہیں رکھتے۔ لیکن مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں ان کے جینوا کیمپ کے رابطے کے دفتر میں گئی تو وہاں پر میں نے قومی مہاجر موومنٹ کے لیڈر الطاف حسین کی ایک بڑی تصویر لگی ہوئی دیکھی۔ اس پر بہت بڑا 'مہاجر' لکھا ہوا تھا جناب اس ملک نے لاکھوں ہزاروں مہاجرین کو جن کا تعلق بنگال، برما، ویت نام، ایران اور افغانستان سے ہے، غیر قانونی طور پر پاکستان میں داخل ہونے کے باوجود بھی رکھا ہوا ہے تو پاکستان کو ان بہاریوں کو یہاں لانے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر یقیناً کراچی میں پچھلے چند سالوں سے جو کچھ ہوا ہے اس کو اور بڑھانے کے حق میں نہ میں ہوں اور نہ ہی یقیناً میرے سندھی بھائی ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ پاکستان کی تخلیق مسلمانوں کے لئے ایک ہوم لینڈ کی حیثیت سے نقشے پر ابھری ہے مگر اس میں مسلمانوں کا رویہ

[Dr. Noor Jehan Panezai]

ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا ہونا چاہیے۔ میں اپنے معزز ممبر جناب میر ہزار خان بجارانی صاحب سے پوری طرح اتفاق کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہاں آنے کے بعد اپنے آپ کو مہاجر کیوں کہتے ہیں اگر انہوں نے پاکستان کے لئے اپنی جانیں دی ہیں تو وہ اپنے آپ کو پاکستانی کہلائیں۔ جب میرے معزز ساتھی جناب طارق چوہدری صاحب نے بھی جو فرمایا ہے اگر وہ اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں، تو پھر وہ بہاری نہ کہلائیں یا مہاجر نہ کہلائیں وہ پھر اپنے آپ کو پاکستانی کہلائیں اور یقیناً انکو لانے پر اس وقت کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اگر انہیں کراچی کے بجائے کہیں اور آباد کر دیا جائے لیکن میں اپنے صوبے بلوچستان کی طرف سے یہ کہنا چاہتی ہوں وہاں تو پہلے ہی دس لاکھ افغان مہاجرین ہیں اور وہاں پر job opportunity کے وسائل اتنے محدود ہیں کہ وہاں کے لوگ بھی اس سے استفادہ پورے طور پر نہیں کر سکتے۔ وہاں گرانی اور حبس میں بھی وہاں کے لوگوں کو نہیں ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد بلوچستان کے لوگوں نے کبھی باہر کے لوگوں کو آباد کرنے پر اعتراض نہیں کیا لیکن پچھلے ۴۱ سال میں بلوچستان کے ساتھ جو ناانصافیاں ہوئی ہیں وہ پوری قوم کے سامنے ہیں لیکن میں پچھلی حکومت کی مشکور ہیں جس نے بلوچستان کے لوگوں کی تھوڑی سی identification پورے ملک میں کروا دی ہے۔

اب میں ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ throughout اسی condition میں رہیں جیسے میرے معزز ساتھی طارق چوہدری صاحب نے فرمایا اگر وہ انہیں فیصل آباد میں آباد کرنے کے لئے تیار ہیں تو سب سے پہلے میں ان کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن پہلے ان کی repatriation کا انتظام ضرور ہونا چاہیے اس معاملے میں ہمیں کوئی پرابلم ہے تو پاکستان خود بھی ایک پارٹی بن کر ان کو internationally دلا دے کم از کم انکو اس miserable condition سے تو نکال دیا جائے تاکہ وہ دنیا کے کسی حصے میں بھی جا کر اپنے لئے روزی کما سکیں۔ یہاں لانے میں پاکستان کی گورنمنٹ یا عوام کو کوئی اعتراض نہیں ہے جیسے میں

پہلے عرض کر چکی ہوں لیکن یہاں پہلے ہی آباد جو مہاجر ہیں ان لوگوں کا رد یہ جو کراچی حیدرآباد اور سکھر میں رہا ہے اس کے پیش نظر دوسرے صوبوں کا کوئی آدمی وہاں نہیں رہ سکتا یہ ہماری پانچویں قوم کا علاقہ ہے۔ اس کے لئے ہم تیار ہیں نہ کوئی دوسری قوم تیار ہو سکتی ہے۔ مگر بطور مسلمان اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر یہ ضرور کہوں گی کہ ان کا مسئلہ حل کرنے کے لئے ہمیں پوری طرح اتفاق کرنا چاہیئے۔ اور internationally دوسرے اداروں پر ہمیں زور دینا چاہیے کہ ان کے مسئلے کو حل کر دیا جائے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! سید اصغر علی شاہ صاحب۔

جناب اصغر علی شاہ: جناب چیئرمین! اس تحریک کے متعلق اس کے محرکین سینیٹر اعجاز علی خان جتوئی۔ میر ہزار خان بجرانی اور قاضی مجید صاحب نے اس کے حق میں جو دلائل پیش کئے ہیں۔ ان کی تائید کرتا ہوا، رجناب والا! جذباتی باتیں کر کے اور بہاریوں کی حالت زار کا ذکر کر کے مسئلہ حل نہیں کیا جا سکتا۔ دراصل بات وسائل کی ہے ہمارے ہزاروں پڑھے لکھے نوجوان بے روزگار ہیں طبی سہولتوں کا فقدان ہے۔ پینے کا صاف پانی مہیا نہیں ہے۔ لوگوں کو اپنے ہی صوبے میں اپنے ہی ملک میں بنیادی ضرورتیں مہیا نہیں کی جا سکتیں۔ اسکی وجہ سے لوگوں میں frustration پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے نفرتیں اور رنجشیں جنم لیتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ ہوتا ہے تو وہ بھائی جو چالیس سال سے ایک دوسرے کے ساتھ رہ رہے ہیں، وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ رجناب والا! اس کی وجہ سے ملک کی یک جہتی کو نقصان ہو رہا ہے۔ یہ بات اتنی آسان نہیں ہے کہ ایک صوبے میں آگ لگی ہو اور دوسرے صوبے میں اس کا اثر نہ ہو بجائے اس کے کہ ہم یہ سوچیں کہ جو موجودہ لوگ رہ رہے ہیں جو یہاں کے باشندے ہیں ان کے مسائل حل کریں ان کی رنجشیں دور کریں ان کی نفرتوں کو دور کریں۔ ہم اور باہر سے بہاری لا کر ان کے مسائل میں اضافہ کریں گے۔

جناب والا! میرے بہت سارے دوستوں نے کہا ہے کہ فیصل آباد میں آباد کر دیں گے، کوئی کہتا ہے کہ بلوچستان میں آ جائیں۔ جناب والا! ایک دفعہ جب آپ ان کو شہریت دیتے ہیں تو وہ کون سا قانون ہے۔ مجھے بتلایا جائے کہ وہ کون سا قانون ہے،

جناب والا! مجھے اس بات پر بڑا تعجب ہے اور میں اسکو ایک دوسرے سے بھی دیکھتا ہوں۔ جب بھی کوئی جمہوری نظام اس ملک میں آتا ہے تو اچانک یہ متنازعہ مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں آٹھ سال کے مارشل لاء کے دور میں اس مسئلے کو حل کیوں نہیں کیا۔ کیوں نہیں اس پر عمل کیا، وہاں تو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹر اپنے قلم کی ایک جنبش سے آئین میں ترمیم کر سکتے تھے لوگوں کو سزائیں دے سکتے تھے کیوں نہیں اس پر عمل کیا گیا، میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بات جمہوریت کے خلاف کی جا رہی ہے تاکہ لوگ آپس میں لڑیں اور پھر کوئی طالع آزما حالات کی آڑ لے کر اس ملک کی مسند اقتدار پر بیٹھ جائے۔

جناب والا! میں نومبر کے الیکشن کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ اس میں پیپلز پارٹی کے چاروں صوبوں میں نمائندے منتخب ہوئے، لیکن جس بھاری اکثریت سے سندھ کے لوگوں نے اس پارٹی کو سپورٹ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اور اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ ووٹ سندھ کے لوگوں نے کسی عصبیت کی بنیاد پر دیئے میں تو کہتا ہوں کہ بات بالکل غلط ہے۔ انہوں نے ووٹ اس لئے دیئے کہ وہ وفاق کے اندر رہتے ہوئے وفاق کو مضبوط کرتے ہوئے اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ ان میں کالا باغ ڈیم کا مسئلہ اور بہاریوں کی آمد کا مسئلہ سر فہرست ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ جمہوری حکومت اس کے متعلق کوئی فیصلہ کرتے وقت اس چیز کو مدنظر رکھے گی اور کوئی ایسا فیصلہ وقتی مصلحتوں کے تحت مسلط نہیں کیا جائے گا جو کہ سندھ کی اکثریت کے جزبات کے منافی ہو۔

جناب والا! میں یہاں یہ عرض بھی کرنا چاہوں گا۔ کہ یہ ہم سب کا معاملہ ہے یہ صرف حزب اقتدار اور حزب اختلاف کا معاملہ نہیں ہے۔ کیوں کہ ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوریت مضبوط ہو، مستحکم ہو، اس کے لئے ہم ایک دوسرے کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ اس میں ہم سب کا مفاد ہے،

بلکہ جناب والا! میرا تو یہ ایمان ہے کہ یہ ملک اور صرف اور صرف جمہوری طریقے سے قائم رہ سکتا ہے ورنہ یہ ملک قائم نہیں رہ سکتا۔

میں یہاں وزیر اعظم صاحبہ کو جن کا میں بہت احترام کرتا ہوں ۱۹۵۵ء کا ایک واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت جب چاروں صوبوں کو اکٹھا کر کے ون یونٹ بنایا گیا تھا، اس وقت سندھ کے وزیر اعلیٰ کا تعلق ضلع لاڑکانہ سے تھا اور حسن اتفاق ہے کہ موجودہ وزیر اعظم کا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے انہیں اس بات کا بخوبی علم ہوگا کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود جبکہ وہ وزیر اعلیٰ اب زندہ نہیں ہیں، اس دنیا میں نہیں ہیں سندھ کے لوگوں نے انکی اس غلطی کو معاف نہیں کیا۔ اس لئے کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت انکے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا چاہیئے۔

[Mr. Asghar Ali Shah]

جس کے تحت آپ ان کو روکیں گے کہ وہاں سے آپ کراچی نہ جائیں وہ وہاں آئیں گے۔ کیونکہ ان کا مقصد یہی ہے کہ سندھیوں کو اقلیت میں تبدیل کرنا ہے اس لئے ہم اس کی شدید مخالفت کرتے ہیں ہم سندھی جو ہیں، مقامی لوگ ہیں۔ جیسے میرے دوست نے کل بتایا کہ ہماری آبادی اب ۵۱ فیصد ہے۔ تو ہم اسمبلیوں کے اندر بھی اور اسمبلی سے باہر بھی اس کی مزاحمت کریں گے۔ ہمارا تعلق چاہے کسی بھی سیاسی پارٹی سے ہو، ہمارا تعلق معاشرے کے کسی بھی طبقہ سے ہو، زمیندار ہو، کسان ہو، مزدور ہو، یا ملازمت پیشہ افراد ہوں ہم سب اس بات پر متفق ہیں اور میں اپنے دوسرے بھائیوں کو، دوسرے صوبوں کے بھائیوں کو بھی یہ عرض کروں گا کہ خدارا، ہمارے اس مسئلے کو سمجھنے کی بھی کوشش کریں اور ہمیں ایسی کوئی چیز نہیں کرنی چاہیئے جس سے کہ تلخیاں بڑھیں اور اس کے نتیجے میں ہمارے ملک کی یک جہتی کو کوئی نقصان ہو، ہم فیڈریشن میں رہنا چاہتے ہیں ہم اس ملک میں رہنا چاہتے ہیں اس ملک کو خوشحال بنانا چاہتے

ہیں لیکن آپ کو بھی ہمارے جذبات اور ہمارے احساسات کا خیال رکھنا چاہیئے، شکریہ جناب چیئرمین ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پروفیسر صاحب، میرا خیال ہے کہ ابھی کچھ اور حضرات بھی بولنے والے ہیں، آپ لوگوں کو بھی شاید زیادہ ٹائم درکار ہوگا، اس لئے اس وقت ہاؤس کو adjourn کرتے ہیں۔ اس بحث کو کل دوبارہ شروع کریں گے۔

The House is adjourned to meet tomorrow at 10.00 a.m.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Thursday, February 16, 1989].

PCPPK–Litho/2755(88-89) Senate–6-6-1991–300.